عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY — KHATM-E-NUBUWWAT — KARACHI PAKISTAN

جلد:۲۲ | ۲۴ تا ۳۰/شوال ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۹ تا ۲۵/دسمبر ۲۰۰۳ء | شمارہ:۳۰

قیمت ۷ روپے

عرشِ الٰہی کے سائے میں

اسلامی قوتوں کا اتحاد و اتفاق

قادیانیت کا زوال

دورِ حاضر کا المیہ

مسلمانوں کی خود اعتمادی

Email: editorkn@yahoo.com Website: http://www.khatme-nubuwwat.org http://www.khatm-e-nubuwwat.co

عورتوں کیلئے حج میں محرم کی شرط کیوں؟

س:...... ایک لڑکی نے اپنے منہ بولے بھائی کے ساتھ حج کیا۔ کیا یہ اس کا محرم ہے؟ اس کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اور پھر عورتوں کے لئے حج میں محرم کی شرط کیوں ہے؟

ج:...... کسی اجنبی آدمی کو بھائی بنانے سے وہ محرم نہیں بن جاتا' اس لئے نکاح جائز ہے۔ میں شرعی مسئلہ بتاتا ہوں "کیوں" کا جواب نہیں دیا کرتا۔ مگر آپ کے اطمینان کے لئے لکھتا ہوں کہ بغیر محرم کے عورت کو تین دن یا اس سے زیادہ کے سفر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے' کیونکہ ایسے طویل سفر میں اس کا اپنی عزت وعصمت کو بچانا ایک مستقل مسئلہ ہے اور اس ناکارہ کے علم میں ہے کہ بعض عورتیں محرم کے بغیر حج پر گئیں اور گندگی میں مبتلا ہوکر واپس آئیں۔ علاوہ ازیں ایسے طویل سفر میں حوادث پیش آسکتے ہیں اور عورت کو اٹھانے بٹھانے کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ اگر کوئی محرم ساتھ نہیں ہوگا تو عورت کے لئے یہ دشواریاں پیش آئیں گی۔

احرام میں سوئٹر یا گرم چادر کا استعمال:

س:...... اگر مکہ مکرمہ میں سردی ہو اور کوئی آدمی حج وعمرہ کیلئے جائے تو وہ احرام کی دو چادروں کے علاوہ گرم کپڑا مثلاً سوئٹر وغیرہ یا گرم چادر استعمال کرسکتا ہے؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

ج:...... گرم چادریں استعمال کرسکتا ہے مگر سر نہیں ڈھک سکتا اور جو کپڑے بدن کی وضع پر سلے ہوئے بنائے جاتے ہیں' جیسے جرابیں ان کا استعمال جائز نہیں۔

حج میں پردہ:

س:...... آج کل لوگ حج پر جاتے ہیں' عورتوں کے ساتھ کوئی پردہ نہیں کرتا ہے۔ حالت احرام میں یہ جواب دیا جاتا ہے کہ اگر پردہ کرایا جائے تو منہ کے اوپر کپڑا لگے گا تو اس کے لئے کیا کیا جائے؟

ج:...... پردہ کا اہتمام تو حج کے موقع پر بھی ہونا چاہئے۔ احرام کی حالت میں عورت پیشانی سے اوپر کوئی چھجا سا لگائے تاکہ پردہ بھی ہوجائے اور کپڑا چہرے کو لگے بھی نہیں۔

احرام میں چہرے یا سر کا پسینہ صاف کرنا:

س:...... آیا احرام کی حالت میں چہرے یا سر کا پسینہ پونچھ سکتے ہیں' کپڑے سے یا ہاتھ سے؟

ج:...... ایسا کرنا مکروہ ہے۔

س:...... کیا احرام کی حالت میں حجر اسود کا بوسہ لے سکتے ہیں؟ یا ملتزم پر کھڑے ہوسکتے ہیں' کیونکہ ہمارے مولانا صاحب کا کہنا ہے کہ جس جگہ عطر لگا ہو اس کو ہاتھ نہیں لگاسکتے؟

ج:...... حجر اسود یا ملتزم پر اگر خوشبو لگی ہو تو محرم کو اس کا چھونا جائز نہیں۔

احرام کہاں سے باندھا جائے:

س:...... عمرہ یا حج کے لئے گھر سے احرام باندھنا فرض ہے یا جدہ جاکر؟

ج:...... میقات سے پہلے فرض ہے۔ سفر ہوائی جہاز سے ہو تو ہوائی جہاز پر سوار ہونے سے پہلے احرام باندھ لیا جائے۔ جدہ تک احرام کے مؤخر کرنے کے جواز میں علماً کا اختلاف ہے۔ احتیاط کی بات یہی ہے کہ احرام کو جدہ تک مؤخر نہ کیا جائے۔

کراچی سے جانے والا کہاں سے احرام باندھے:

س:...... ہم لوگ مناسک حج کی ادائیگی کیلئے جانا چاہتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ کیا کراچی سے احرام باندھنا ضروری ہے یا جدہ جاکر باندھ سکتے ہیں۔

ج:...... چونکہ پرواز کے دوران جہاز میقات سے (بلکہ بعض اوقات حدود حرم سے) گزر کر جدہ پہنچتا ہے۔ اس لئے جہاز پر سوار ہونے سے پہلے یا سوار ہوکر احرام باندھ لیا جاتا ہے۔ بہرحال میقات کی حد عبور کرنے سے پہلے احرام باندھ لینا لازم ہے' جدہ جاکر نہیں۔ اور اگر جدہ پہنچ کر احرام باندھا تب بھی بعض اہل علم کے نزدیک جائز ہے۔

بارادہ حج جدہ پہنچنے والے کا احرام:

س:...... اگر کوئی شخص پاکستان' امریکہ' انگلینڈ یا کسی بھی ملک سے حج وعمرہ کے ارادے سے روانہ ہوا اور جدہ بغیر احرام کے پہنچا تو:

الف:...... اب وہ کس مقام پر لوٹ کر احرام باندھے؟

ب:...... اگر اس نے جدہ ہی سے احرام باندھا تو کیا ہوگا؟

ج:...... الف: جو شخص بغیر احرام کے میقات سے گزر جائے' اس کے لئے افضل تو یہ ہے کہ اپنے میقات پر واپس آکر احرام باندھ لے۔ البتہ کسی بھی میقات پر جاکر احرام باندھنے سے دم ساقط ہوجائے گا۔

ب:...... اگر جدہ سے احرام باندھا تب بھی اس پر دم لازم نہیں آئے گا۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد:۲۲ شمارہ:۳۰ ۲۴تا۳۰/شوال ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۹تا۲۵/دسمبر ۲۰۰۳ء

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

سرپرست اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہٗ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ	4
عرش الٰہی کے سائے میں (مولانا کلیم اللہ قاسمی)	6
اسلامی قوتوں کا اتحاد و اتفاق (مولانا محمد رابع حسنی ندوی)	9
مسلمانوں کی خود اعتمادی (مولانا نور عالم خلیل امینی)	11
دور حاضر کا المیہ (مولانا محمد سلمان خلیلی)	13
مرزا قادیانی اور ان کے امراض (شیخ راحیل احمد)	17
قادیانیت کا زوال (محمد ساجد اعوان)	22
گدھے پر ریشم کی چادر (قیوم قریشی)	23
این جی اوز (مولانا محب اللہ)	26

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۱۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۱۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۱۴۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲، ۵۸۳۴۸۶، فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ، کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری   طابع: سید شاہد حسن   مطبع: القادر پرنٹنگ پریس   مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ!

پشاور میں دس مزید قادیانیوں کا قبول اسلام

الحمدللہ! اٹلی کی قادیانی جماعت کے مرکزی رہنما رحمت خان کی اپنے اہل خانہ کے ہمراہ قادیانی مذہب پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کرنے کی خبروں کی گونج ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ پشاور کے علاقہ شیخ محمدی میں مزید دس قادیانیوں نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ پشاور میں گزشتہ دنوں ۱۰۷ قادیانیوں کے قبول اسلام کے بعد قبول اسلام کا یہ دوسرا بڑا واقعہ ہے جو چند روز کے وقفہ سے رونما ہوا ہے۔ اس واقعہ کے بارے میں جاری شدہ خبر کی تفصیل درج ذیل ہے:

”پشاور (نمائندہ خصوصی) پشاور کے علاقہ شیخ محمدی میں دس قادیانیوں نے پشاور کی مشہور دینی درسگاہ امداد العلوم جامع مسجد درویش میں اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس موقع پر ان افراد نے اس بات کا اقرار کیا کہ وہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر اعتبار سے آخری نبی مانتے ہیں اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نیا نبی نہیں آئے گا ماسوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے‘ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور وہ قیامت کے قریب دوبارہ اس دنیا میں آسمانوں سے نازل ہوں گے۔ انہوں نے اس بات کا بھی اقرار کیا کہ امام مہدی اس امت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں پیدا ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمانوں سے زمین پر نازل ہوں گے تو امام مہدی اس وقت زمین پر مسلمانوں کے خلیفہ کی حیثیت سے موجود ہوں گے۔ اس موقع پر نومسلموں نے اقرار کیا کہ ہم فتنہ قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کو اس کے تمام دعووں میں جھوٹا یقین کرتے ہیں اور علماء اسلام کے فتویٰ کے مطابق اسے کافر‘ کاذب‘ دجال اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں‘ مرزا غلام احمد قادیانی کو ظلی یا بروزی نبی‘ مسیح موعود‘ مہدی‘ مجدد یا مصلح ماننے والے اس کے پیروکار‘ خواہ وہ قادیانی ہوں یا لاہوری‘ کافر ہیں‘ آج کے بعد ہمارا قادیانی یا لاہوری جماعت سے عقیدہ اور مذہب کے لحاظ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ آئندہ ہوگا‘ ہم ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کی جانب سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی آئینی ترمیم اور اپریل ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کی مکمل حمایت کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔“

یہ واقعات خود اس بات کے شاہد ہیں کہ قادیانیت دم توڑ چکی ہے۔ اس مردہ گھوڑے میں اب روح باقی نہیں رہی۔ اسے دوڑانے کا خواب دیکھنے والے احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔ قادیانیوں کو اب تو عقل آ جانی چاہئے۔ خدارا! اپنے اوپر اور اپنے اہل وعیال پر رحم کیجئے۔ قادیانیت چھوڑ دیجئے۔ یہ فتنہ آپ کو کہیں کا نہ چھوڑے گا۔ اس نے دنیا میں تو آپ کو رسوا کیا ہی ہے‘ آخرت میں یہ آپ کو مزید رسوا کرے گا۔ برائے کرم اس سے اپنی جان چھڑائیے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

شیخ راحیل احمد کا تردید قادیانیت کیلئے بین الاقوامی دورہ

نومسلم شیخ راحیل احمد قادیانیت سے اس حد تک بیزار ہوئے کہ نہ صرف یہ کہ انہوں نے خود اپنے اہل خانہ سمیت قادیانیت کو خیرباد کہا بلکہ اب وہ قادیانیت کی تردید‘ قادیانیوں کو دعوت اسلام دینے اور انہیں اپنے قبول اسلام کی وجوہات بتانے کیلئے بین الاقوامی دورے پر نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ اس حوالے سے بین الاقوامی اخبارات کو جاری کردہ خبر کی تفصیل درج ذیل ہے:

"یورپی ممالک میں قادیانیت کی فریب کاری کا پردہ چاک ہورہا ہے

عقیدہ نزول مسیحؑ اور ظہور امام مہدیؑ کی غلط تشریحات کے ذریعہ مزید دھوکہ نہیں دیا جاسکے گا

شیخ راحیل احمد اور دیگر علماء کا دفتر ختم نبوت لندن میں استقبالیہ سے خطاب

لندن (نمائندہ خصوصی) عقیدہ نزول مسیحؑ اور ظہور امام مہدیؑ اور عقیدۂ ختم نبوت کی غلط تشریحات اور بے مقصد تاویلات کے ذریعہ قادیانیت کے فروغ کے منصوبے کے اصل حقائق لوگوں پر واضح ہوچکے ہیں اور قادیانیت کی فریب کاری کا پردہ چاک ہورہا ہے اس لئے یورپی اور افریقی ممالک کے علاوہ ہندوستان اور پاکستان میں بھی قادیانیت سے توبہ کرنے والوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہورہا ہے۔ جلد ہی مزید قادیانی خاندان اسلام قبول کریں گے۔ تو مسلموں نے لاعلمی کی وجہ سے قادیانیت قبول کرنے والوں کو دوبارہ اسلام میں لانے کے مشن کو اپنی زندگی کا مقصد بنالیا ہے۔ دنیاوی مفادات کیلئے اسلام کا دامن چھوڑنا دنیا و آخرت کا خسارہ ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے جرمنی میں قادیانیت سے توبہ کرکے اسلام قبول کرنے والے شیخ راحیل احمد کے اعزاز میں دیے گئے ایک استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے شیخ راحیل احمد، مولانا منظور احمد الحسینی، حافظ اکرام الحق ربانی، مفتی سہیل احمد اور دیگر علمائے کرام نے کیا۔ ان علمائے کرام نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نئی نسل اور امت مسلمہ کو قادیانیت کی اسلام دشمن سرگرمیوں سے جس طرح آگاہ کررہی ہے اس کا لازمی ثمرہ ہے کہ دنیاوی لالچ یا غلط فہمی اور فریب کاری کے ذریعہ قادیانیت کو اسلام سمجھنے والے افراد حقیقت کو قبول کرکے قادیانیت کے دامن فریب سے بچ کر اسلام کے دامن رحمت میں آرہے ہیں۔ جنوبی افریقہ، مالی، موزمبیق، جرمنی، بلجیم، فرانس، پاکستان، ہندوستان میں ہزاروں افراد قادیانیت سے تائب ہوگئے ہیں جبکہ روزانہ کئی خاندان اسلام کے دامن رحمت میں آرہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت ضرورت ہے کہ مسلمان مشنری سرگرمیوں سے بچنے کیلئے اپنی زندگی کو اسلام کی تبلیغ کیلئے وقف کردیں۔ شیخ راحیل احمد انگلینڈ کے مختلف شہروں میں قادیانیت چھوڑنے کے اسباب اور قادیانیوں کو دعوت اسلام کے سلسلہ میں ہونے والے اجتماعات میں خصوصی خطاب کریں گے۔"

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ شیخ راحیل احمد کو اپنے اس مشن میں کامیاب فرمائے اور انہیں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا داعی بنائے۔ آمین۔

علامہ شاہ احمد نورانی کا سانحہ ارتحال

گزشتہ دنوں متحدہ مجلس عمل اور جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ علامہ شاہ احمد نورانی رحلت فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی وفات ایک قومی سانحہ ہے۔ مرحوم نے ساری زندگی نفاذ اسلام اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی میں گزاری۔ ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی میں مرحوم کی سعی و کوشش قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا بل منظور ہوا جس کی وجہ قادیانی آئینی اور قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ مرحوم قادیانی فتنے کے بارے میں خاصے حساس واقع ہوئے تھے۔ اس حوالے سے وہ ہر پلیٹ فارم پر نظر آتے تھے۔ ان کی کوششوں سے تمام مکاتب فکر متفقہ طور پر فتنہ قادیانیت کے خلاف عملی جدوجہد میں مصروف عمل رہے جس کے انتہائی مثبت نتائج ظاہر ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ، نائب امیر حضرت اقدس سید نفیس شاہ الحسینی دامت برکاتہم العالیہ، ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا بشیر احمد، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مفتی محمد جمیل خان، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا سعید احمد جلال پوری سمیت تمام مبلغین نے ممتاز عالم دین اور متحدہ مجلس عمل کے سربراہ علامہ شاہ احمد نورانی کے انتقال پر تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ علامہ شاہ احمد نورانی کی رحلت سے پاکستانی قوم ایک عظیم رہنما سے محروم ہوگئی ان کے قائدانہ کردار کی بدولت ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا بل منظور ہوا اور ملک میں نفاذ اسلام کیلئے انہوں نے مثالی جدوجہد کی۔ انہوں نے ملک میں نظام مصطفیٰ کے نفاذ اور قادیانیوں کی سرگرمیوں کے سدباب کیلئے مرحوم کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور مرحوم کیلئے دعائے مغفرت اور ان کے پسماندگان کیلئے صبر جمیل کی دعا کی۔

عرش الٰہی کے سائے میں

مولانا کلیم اللہ قاسمی

صرف اللہ کے لئے آپس میل محبت کرنے والے:

"ورجلان تحابا فی اللّٰہ اجتمعا علیہ وتفرقا علیہ."

حدیث شریف کے اس جزو میں عرش الٰہی کے سائے کا مستحق اس شخص کو قرار دیا گیا ہے جو اپنے مسلمان بھائی سے صرف اللہ کی خاطر محبت کرتا ہو اور جب آپس میں دونوں کی ملاقات ہوتی ہو تو اللہ کی رضا کی خاطر ہوتی ہو' اسی طرح جب جدا ہوتے ہوں تو اللہ کی رضا کی خاطر جدا ہوتے ہوں۔ ان دونوں کی آپس کی محبت واخوت کا سبب کوئی دنیوی غرض یا مفادنہ ہو بلکہ صرف اللہ کے واسطے کی محبت ہو تو ایسے افراد کو اللہ تعالیٰ میدان محشر کی سخت دھوپ اور تپش سے بچا کر عرش کے سائے میں جگہ مرحمت فرمائے گا۔

اس طرح کی محبت واخوت اللہ کو بہت محبوب و پسندیدہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں آپس میں انس ومحبت کو خاص ایمانی صفات میں شمار کیا گیا ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انس ومحبت کا پیکر تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر خصلت بلاشبہ ایمانی خصلت ہے اور لائق تقلید ہے' چنانچہ اس سلسلہ کے ارشادات نبوی ملاحظہ فرمائیں:

آپس میں میل ومحبت اللہ کے محبوب بننے کا سبب:

"حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میری محبت واجب ہے ان لوگوں کے لئے جو باہم میری وجہ سے محبت کریں' اور میری وجہ اور میرے تعلق سے کہیں جڑ کر بیٹھیں اور میری وجہ سے باہم ملاقات کریں اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کریں۔"

(موطا امام مالک' مشکوٰۃ)

اللہ تعالیٰ کے جن بندوں نے اپنی محبت و چاہت اور اپنے ظاہری اور باطنی تعلق کو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے تحت کر دیا ہے اور ان کا حال یہ ہے کہ وہ جس سے محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لئے کرتے ہیں' جس کے پاس بیٹھتے ہیں اللہ کے لئے بیٹھتے ہیں' جس سے ملتے ہیں اللہ کے لئے ملتے ہیں' جو کچھ ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں' بے شک اللہ تعالیٰ کے یہ بندے اس کے مستحق ہیں کہ اللہ کی خاص رضا اور محبت ان کو نصیب ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کے اس بشارتی منشور کا اعلان فرمایا ہے کہ میرے ان بندوں کے لئے میری محبت واجب اور مقرر ہو چکی ہے' میں ان سے محبت کرتا ہوں' ان سے راضی ہوں اور وہ میرے محبوب اور پسندیدہ بندے ہیں۔

"حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ایک شخص اپنے بھائی سے جو ایک دوسری بستی میں رہتا تھا ملاقات کے لئے چلا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی راہ گزر پر ایک فرشتہ کو منتظر بنا کے بٹھا دیا (جب وہ شخص اس مقام سے گزرا تو) فرشتہ نے اس سے پوچھا: تمہارا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: میں اس بستی میں رہنے والے اپنے ایک بھائی سے ملنے جا رہا ہوں' فرشتہ نے کہا: کیا اس پر تمہارا کوئی احسان ہے اور کوئی حق نعمت ہے جس کو تم پورا اور پختہ کرنے کے لئے جا رہے ہو؟ اس بندہ نے کہا: نہیں' میرے

جانے کا باعث اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مجھے اس بھائی سے محبت ہے (یعنی بس اسی للّٰہی محبت کے تعلق اور تقاضے سے میں اس کی زیارت اور ملاقات کے لئے جا رہا ہوں) فرشتے نے کہا کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس یہ بتانے کے لئے بھیجا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرتا ہے جیسا کہ تم اللہ کے لئے اس کے بندے سے محبت کرتے ہو۔" (مسلم شریف)

اس حدیث شریف میں جو واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے بظاہر کسی اگلی امت کے کسی فرد کا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ کبھی کبھی فرشتے اللہ کے حکم سے کسی غیر نبی کے پاس بھی آ سکتے ہیں اور اس سے اس طرح کی باتیں دو بدو کر سکتے ہیں' حضرت جبرئیل علیہ السلام کا اللہ کے حکم سے حضرت مریمؑ کے پاس آنا اور باتیں کرنا ثابت ہے جو نبی نہ تھیں۔

اس واقعہ کی اصل روح اور اس کے بیان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص مقصد اس حقیقت کو واضح کرنا ہے کہ اللہ کے کسی بندہ کا اپنے کسی بھائی سے اللہ کے لئے محبت کرنا اور اس للّٰہی محبت کے تقاضے سے اس سے ملاقات کرنے کے لئے جانا ایسا عمل ہے جو اس محبت کرنے والے بندے کو اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا دیتا ہے اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فرشتے کے ذریعہ اس کو اپنی محبت کا پیغام پہنچاتا ہے اور پھر اسی محبت کے نتیجہ میں میدان محشر میں اپنے مقبول بندوں کے ہمراہ عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا۔

اللہ کے لئے محبت کرنے والوں کا قیامت کے دن خاص امتیاز:

"حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں کچھ ایسے خوش نصیب بھی ہیں جو نبی یا شہید تو نہیں ہیں لیکن قیامت کے دن بہت سے انبیا اور شہداء ان کے خاص مقام قرب کی وجہ سے ان پر رشک کریں گے' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں بتلا دیجئے کہ وہ کون بندے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: وہ لوگ ہیں جنہوں نے بغیر کسی رشتہ اور قرابت کے اور بغیر کسی مالی لین دین کے روح خداوندی کی وجہ سے باہم محبت کی' پس قسم ہے خدا کی! ان کے چہرے قیامت کے دن نورانی ہوں گے بلکہ سراسر نور ہوں گے اور وہ نور کے منبروں پر ہوں گے اور عام انسانوں کو جس وقت خوف و ہراس ہوگا اس وقت (وہ) بے خوف اور مطمئن ہوں گے اور جس وقت عام انسان مبتلائے غم ہوں گے وہ اس وقت بے غم ہوں گے۔" (ابوداؤد' مشکوٰۃ)

اور اس موقع پر آپؐ نے یہ آیت پڑھی:

"معلوم ہونا چاہئے جو اللہ کے دوست اور اس سے خاص تعلق رکھنے والے ہیں ان کو (قیامت کے دن) خوف و غم نہ ہوگا۔"

اس دنیا میں خونی رشتہ اور قرابت کی وجہ سے محبت و تعلق کا ہونا ایک ایسی عمومی اور فطری بات ہے جو انسانوں کے علاوہ عام جانوروں بلکہ درندوں میں بھی موجود ہے' اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کی مالی امداد کرتا ہے' اس کو ہدیے اور تحفے دیتا ہے تو اس میں اس محسن کی محبت پیدا ہو جانا بھی ایک ایسی فطری بات ہے جو کافروں' مشرکوں' فاسقوں اور فاجروں میں بھی پائی جاتی ہے' لیکن کسی رشتہ اور قرابت کے بغیر اور کسی مالی لین دین اور کسی ہدیے اور تحفے کے بغیر محض اللہ کے دین کے تعلق سے کسی سے محبت کرنا ایک ایسی ایمانی صفت ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑی قدر و قیمت ہے اور اس کی وجہ سے بندہ اللہ تعالیٰ کا خاص محبوب و مقرب بن جاتا ہے اور قیامت میں اس پر اللہ تعالیٰ کی ایسی نوازشیں ہوں گی کہ انبیا اور شہداء بھی اس پر رشک کریں گے۔

اس کا مطلب یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ لوگ درجہ اور مرتبہ میں انبیا و شہداء سے افضل اور بلند تر ہوں گے' کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کم درجے کے کسی آدمی کو کسی خاص اچھی حالت میں دیکھ کر اس سے اونچے درجے والوں کو بھی اس پر رشک آنے لگتا ہے' یہ بات عقل و منطق کے لحاظ سے اگرچہ بہت سوں کو مستبعد معلوم ہوگی لیکن واقعات کی دنیا میں بکثرت ایسا ہوتا رہتا ہے' اس لئے جو کچھ کہا گیا ہے یہ زبردستی کی تاویل نہیں ہے بلکہ واقعی حقیقت ہے۔

یہ وہ بندگان خدا ہوں گے جن کے مقام قرب پر انبیا و شہداء کو رشک آئے گا' حدیث میں ان کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا ہے:

"یہ وہ بندگان خدا ہوں گے جنہوں نے اس دنیوی زندگی میں اللہ کے دین کے تعلق سے باہم محبت و الفت کی۔"

حدیث کے آخری حصہ میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ کے دین کے تعلق سے باہم محبت کرنے والے ان

بندگان خدا پر اللہ تعالیٰ کا ایک خاص الخاص انعام یہ ہوگا کہ قیامت کے دن جبکہ عام انسانوں پر خوف اور غم چھایا ہوگا' ان کے دلوں پر خوف اور غم کا کوئی اثر نہ ہوگا اور یہ بالکل مطمئن اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے شاداں و فرحاں ہوں گے۔

مومن محبت و الفت کا مرکز:

"حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن تو الفت و محبت کا مرکز ہے اور اس آدمی میں کوئی بھلائی نہیں جو دوسروں سے الفت نہیں کرتا اور دوسرے اس سے الفت نہیں کرتے۔" (مسند احمد' مشکوٰۃ)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا بندہ مومن کو انس و محبت کا مرکز ہونا چاہئے کہ وہ خود دوسروں سے محبت کرے اور دوسرے اس سے محبت کریں اور مانوس ہوں' اگر کسی شخص میں یہ بات نہیں ہے تو گویا اس میں کوئی خیر نہیں' نہ وہ دوسروں کو کوئی نفع پہنچا سکے گا اور نہ دوسرے لوگ اس سے نفع اٹھا سکیں گے۔

اس حدیث میں ان خشک مزاج متقشف حضرات کے لئے خاص سبق ہے جو سب سے بے تعلق رہنے ہی کو دین کا تقاضا سمجھتے ہیں' اسی وجہ سے وہ نہ خود دوسروں سے مانوس ہوتے ہیں اور نہ دوسروں کو اپنے سے مانوس کرتے ہیں۔ البتہ مومن کی یہ محبت و الفت اور دوسروں سے مانوس ہونا اور ان کو اپنے سے مانوس کرنا سب اللہ ہی کے لئے اور اس کے احکام کے تحت ہونا چاہئے۔

اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے لئے بغض:

"حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندوں کے اعمال میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب وہ محبت ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اور وہ بغض و عداوت ہے جو اللہ کے لئے ہو۔" (ابوداؤد' مشکوٰۃ)

کسی بندہ کا یہ حال ہو جانا کہ وہ صرف اللہ کے لئے محبت کرے اور اللہ ہی کے لئے کسی سے بغض رکھے بلاشبہ بہت اونچا مقام ہے اور ایمان کی مضبوط ترین دستاویز ہے۔

اللہ کے لئے محبت دراصل اللہ تعالیٰ کی تعظیم و توقیر ہے:

"حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس بندہ نے بھی اللہ کے لئے کسی بندہ سے محبت کی اس نے اپنے رب عزوجل ہی کی عظمت و توقیر کی۔" (مسند احمد' مشکوٰۃ)

اللہ کے لئے محبت کرنے والے قیامت کے دن عرش کے سائے میں:

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ کہاں ہیں میرے وہ بندے جو میری عظمت و جلال کی وجہ سے آپس میں الفت و محبت رکھتے تھے؟ آج جبکہ میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہے' میں اپنے ان بندوں کو اپنے سایہ میں جگہ دوں گا۔" (مسلم شریف)

اللہ تعالیٰ خبیر و بصیر ہے' کائنات کا کوئی ذرہ اس کی نگاہ سے اوجھل نہیں ہے' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ میرے وہ بندے کہاں ہیں؟ دراصل استفہام و استفسار کے لئے نہ ہوگا بلکہ میدان حشر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پکار علی رؤس الاشہاد اس لئے بلند ہوگی کہ ان بندگان خدا کی یہ مقبولیت و محبوبیت سارے اہل محشر تمام اولین و آخرین کے سامنے ظاہر ہو جائے' اور سب سن لیں اور دیکھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنے والوں کا اور مقام اور مرتبہ اللہ کے یہاں کیا ہے؟ (مستفاد معارف الحدیث)

آپس میں محبت کرنے والے نور کے منبروں پر:

میدان محشر میں ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ جا بجا نور کے روشن اور منور منبر قائم کر دیئے جائیں گے' جن پر وہ لوگ تشریف فرما ہوں گے جو آپس میں ایک دوسرے سے صرف اللہ کے واسطے کا تعلق رکھتے ہوں گے' جن کی یہ حالت انبیاء و شہداء کے لئے بھی قابل رشک ہوگی' ایک روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"میری عظمت و جلال کی وجہ سے آپس میں تعلق و محبت رکھنے والوں کے لئے قیامت میں نور کے منبر ہوں گے جن پر انبیاء و شہداء بھی رشک کریں گے (یعنی ان کی تعریف کریں گے)۔" (مشکوٰۃ شریف)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان بندوں میں سے کر دے' جو اللہ کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں اور اللہ کے لئے ہی باہم جڑتے ہیں۔ فقط واللہ الموفق والمعین۔

☆☆..........☆☆

اسلامی قوتوں کا اتحاد و اتفاق

مولانا محمد رابع حسنی ندوی

مسلمانوں کو اس بات پر شکر کرنا چاہئے اور قدر ہونی چاہئے کہ وہ باہم محبت و تعاون کے سلسلہ میں دوسری تمام قوموں کے مقابلہ میں امتیازی شان رکھتے ہیں اور کوشش کرنی چاہئے کہ ان کی یہ صفت ان میں پوری طرح عمل پیرا ہو' اللہ تعالیٰ نے ان کو جس اخوت و بھائی چارہ کا حکم دیا ہے' اس کا یہ تقاضا ہے کہ وہ اپنے ہر اجتماعی معاملہ میں متحد اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جایا کریں' خواہ ان کے افراد ایک دوسرے سے فاصلہ پر اور دور دراز علاقوں میں ہی کیوں نہ رہتے ہوں' مسلمانوں کی اپنی اس خصوصیت پر کچھ نہ کچھ عمل کرنے کا ہی نتیجہ ہے کہ چاہے مشرق کے کسی حصہ میں کوئی حادثہ ہو یا مغرب میں' عالم اسلام کے کونے کونے سے اس کے سلسلہ میں آواز سنی جا سکتی ہے اور ساری دنیا کے مسلمانوں کے دلوں پر اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے اور وہ صرف اپنے تاثر کا اظہار کر کے ہی خاموش نہیں ہو جاتے بلکہ جس حد تک ان سے ہو پاتا ہے تعاون و ہمدردی اور محبت و غمخواری کا رویہ برتتے ہیں' اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نظر آنے والی حقیقت بن جاتا ہے:

"مسلمان آپس میں ایک عمارت کی طرح ہیں' جس کی ایک ایک اینٹ ایک دوسرے کو مضبوطی عطا کرتی ہے اور وہ ایک جسم کی مانند ہیں کہ اس کے کسی حصہ میں کوئی تکلیف ہوتی ہے تو پورا بدن اس کا اثر محسوس کرتا ہے۔"

لیکن مسلمان اس جذبہ کو عمل میں لانے میں غفلت سے کام لینے لگے ہیں' ماضی میں بھی انہوں نے اس میں کمی کی تھی' اگر ان سے یہ غفلت نہ ہوئی ہوتی تو اندلس میں جو کچھ پیش آیا وہ نہ ہوتا جبکہ اس وقت دیگر کئی ملکوں میں ان کی حکمرانی تھی اور دنیا کے کئی حصوں میں ان کا جاہ و جلال اور شان و شکوہ تھا۔

دنیائے اسلام کے مختلف علاقوں میں مسلمانوں کی حالت ان کے دور غلامی سے بھی بہتر نہیں ہے' دشمنان اسلام آج بھی اپنی فکری اور ثقافتی یلغار کے ذریعہ مسلمانوں کو نشانہ بنائے ہوئے ہیں اور وہ مسلمانوں کے ملی تشخص اور ان کی شناخت کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں' معاندین ان کی شناخت کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں' معاندین اسلام مسلمانوں سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ ثقافت و ادب اور مذہبی اقدار میں اسلامی زندگی سے منہ موڑ لیں اور اپنے علاقوں کو غیروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں' وہ اگر اس تبدیلی کے لئے تیار نہیں تو ان کو سختی اور زور زبردستی کا مقابلہ کرنا پڑے گا اور انکار کی قیمت ظلم و تشدد کو برداشت کرنے کی صورت میں دینا ہوگی۔

دشمنوں کی یہ کوشش سامراجی اقتدار کے وقت ہی سے چل رہی ہے لیکن یہ محض اسلام کا اعجاز ہے جو ایک عالمگیر اور پائیدار مذہب ہے کہ ہر طوفان و حادثہ کے سامنے اسلامی جذبہ پہاڑ کی طرح ان کے دلوں میں پائیدار ثابت ہوا ہے اور انہوں نے ہر مصیبت کے وقت صبر سے کام لیا اور خدا ہی سے لو لگائی' اور جوں ہی ظلم کے بادل چھٹے' اسلامی روح جلوہ گر ہوگئی جیسا کہ سوویت یونین کی مسلم ریاستوں میں ایک طویل ظالمانہ و جابرانہ سلسلہ کے باوجود اسلامی روح آشکارا ہو کر رہی' مسلمان ہمیشہ قابل قدر حد تک اپنے مذہب کے لئے مخلص' اس پر قائم رہنے والے اور اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے سامنے سر جھکا دینے والے رہے ہیں اور ہمیشہ ہی انہوں نے ثابت قدمی اور مذہب سے وابستگی کا ثبوت دیا ہے خواہ وہ بہت نمایاں طریقہ سے پیش نہ کر سکے ہوں لیکن جب بھی ناسازگار صورت حال پیش آئی' مسلمانوں نے اپنے حوصلہ و ہمت کا اظہار کیا۔ اس کی تازہ مثال بوسنیا' چیچنیا اور کوسوو میں سامنے آئی۔ دشمنوں کے سامنے انہوں

نے اپنی عزیمت کو ثابت کیا اور دوسرے ملکوں کے ان کے ہم مذہب لوگوں نے ان کے ساتھ قابل تعریف ہمدردی کی' ان کے دکھ درد کو محسوس کیا اور جس حد تک ہو سکا ان کی مالی امداد کی' اس اخوت کے جذبہ نے ان کو کمک پہنچائی اور ان کے عزم و حوصلہ کو مہمیز دی' جس سے ان کے حوصلے بلند ہوتے گئے اور وہ دشمن کے فتنوں اور مشکلات سے نبرد آزما ہوتے گئے اور اس طرح اپنے کارناموں کے ذریعہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے ایک ڈھال ثابت ہوئے۔

ہم کو صاف طریقہ سے یہ نظر آتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے جن لوگوں کو مادی وسائل سے نوازا ہے' وہ دعوت کے جذبہ کی خاطر ان سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں اور یورپی ملکوں سے اسلام مخالف کوششوں کا مقابلہ کرتے ہیں اور افریقہ و ایشیا میں اپنے نادار مسلمان بھائیوں کے فقر و جہالت کو دور کرنے اور سامراجی استبداد کو ختم کرنے کی سعی کرتے ہیں' چنانچہ اسلامی بیداری کو فروغ دینے میں ان سرگرمیوں کا بڑا اہم کردار ہے۔

مسلمانوں نے اپنی اس ذمہ داری کو بڑی حد تک انجام دیا اور اس طرح دنیا میں پھیلی ہوئی امت مسلمہ متحد ہوئی' اسی کے ساتھ سارے جہاں کے مسلمانوں کے مسائل و مشکلات کو حل کرنے میں بھی اس سے مدد ملی۔ الحمد للہ! فلسطین' افغانستان' اریٹیریا' صومالیہ' فلپائن وغیرہ میں مسلمانوں کا اتحاد و جذبہ اخوت ان کے لئے طاقت و قوت کی فراہمی اور مسائل و مشکلات کے سامنے سینہ سپر ہونے کا سبب بنا۔

اس اخوت اسلامی کے جذبہ کی بنا پر تعاون و امداد دینے میں عرب اور خاص طور سے خلیج کے مسلمانوں کا بڑا حصہ رہا ہے' انہوں نے اپنی اس ذمہ داری کو بڑی خوبی کے ساتھ نبھایا اور اس کے ذریعہ انہوں نے ایک بہترین مثال پیش کی' ان کے اس تعاون کے ذریعہ بہت سے مظلوم مسلمانوں نے اپنے حقوق کی بازیابی اور اپنے تشخص کی حفاظت کا سامان بہم پہنچایا' خاص کر اس وقت جب دشمن پوری طاقت و قوت کے ساتھ سرگرم تھا۔

اسلامی تقاضوں کو محسوس کرنے کے یہ اثرات مسلمانوں کے اندر جگہ جگہ دیکھے جا سکتے ہیں' خاص طور سے ان کے ایمان و عزیمت کے حامل نوجوانوں اور تعلیم یافتہ طبقہ کے اندر جو اپنے تمام امور کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف رخ کرتے ہیں اور اسی سے ہدایت و رہنمائی طلب کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کو اپنے لئے اصل اسوہ سمجھتے ہیں اور اسی کے نور سے روشنی حاصل کرتے ہیں' اسی طرح وہ فکر اسلامی کی حامل عظیم ہستیوں کی زندگیوں سے بھی رشد و ہدایت کی روشنی حاصل کرتے ہیں اور اپنے اسلامی جذبہ کو فروغ دینے اور دینی غذا کو حاصل کرنے کے لئے ان سے کسب فیض کرتے ہیں۔ دوسری طرف مغرب کا مسلط کردہ فکری انحراف بھی ان پر اثر انداز ہونا چاہتا ہے' جسے مغرب کی اسلام دشمن طاقتیں کمزور ایمان رکھنے والے غافل مسلمانوں کے ذریعہ مسلمان تعلیم یافتہ نوجوان طبقہ کے اندر پیوست کرنا چاہتی ہیں' وہ اسلام کی پاک شہرت اور اس کے تشخص کو مٹا دینا چاہتی ہیں' اس کے اثر سے بھی تعلیم یافتہ مسلمان نوجوانوں کے دلوں میں اس کا رد عمل پایا جاتا ہے' جو مسلمانوں کے درمیان اسلامی بیداری کی راہ کو ہموار کرتا ہے۔ اگر مسلمانوں کا باہم اتحاد و اتفاق بڑھ جائے تو یہ عالم اسلام میں بڑی تبدیلی اور خیر و فلاح کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے اور یہ بات کسی سے مخفی نہیں ہے کہ بہت سے مسلمان بعض سامراجی اور ظالمانہ اقتدار کی وجہ سے سخت زبوں حالی کا شکار ہیں اور ان کے دشمن ان کی جانوں کو نہیں بلکہ ان کی مذہبی روح کو ہدف بنا رہے ہیں' یہ ان ملکوں میں اسلامی تشخص کو ختم کر دینا چاہتے ہیں' یہ ایک بہت بڑا خطرہ ہے' جس کا مقابلہ کرنا اشد ضروری ہے۔ مسلمانوں کے سامنے اس کے مقابلے کے لئے دو محاذ ہیں۔ ایک ادبی اور علمی وسائل کے ذریعہ دینی انحراف اور فکری بے راہ روی کا مقابلہ کرنا۔ دوسرے مسلمانوں کے اندر ان کی ایمانی اور فکر اسلامی کی اقدار کو راسخ کرنے کی کوشش کرنا۔ اس طرح اسلامی فکر و تہذیب کے ورثہ و تاریخ پر مسلمانوں کے اندر فخر و اعتماد پیدا کرنا ہوگا تاکہ اس طرح تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لئے اسلامی وابستگی کو فروغ دیا جا سکے اور دشمنوں کی جانب سے ادبی اور فکری یلغار کا مقابلہ کیا جا سکے۔

حالات حاضرہ کو دیکھتے ہوئے یہ بات صاف محسوس ہوتی ہے کہ اسلامی دفاعی طاقت دشمن کے مقابلہ میں بہت کم ہے' لہٰذا جب تک تمام اسلامی طاقتیں متحد و ہم آہنگ نہ ہوں گی' اس وقت تک مسلمان اپنے خلاف خطرات و مشکلات پر صحیح طور پر قابو نہ پا سکیں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ وہ ایک ہو جائیں:

ایک ہو جائیں تو بن سکتے ہیں خورشید مبیں
ورنہ ان بکھرے ہوئے تاروں سے کیا بات بنے

☆☆..........☆☆

مسلمانوں کی خود اعتمادی

مولانا نور عالم خلیل امینی

فارسی زبان کا حکیمانہ مقولہ ہے: ”خدا شرے برانگیزد کہ خیرے بروں آید“ (اللہ تعالیٰ کبھی شر کی شکل پیدا کرکے اس سے خیر کی راہ پیدا کردیتا ہے)۔

۱۱/ستمبر ۲۰۰۱ء کو امریکہ میں رونما ہونے والے واقعات کو بلا کسی دلیل کے مسلمانوں کے سرمنڈھ دیا گیا۔ قرائن و شواہد بتاتے تھے کہ یہ واقعات یہودیوں نے اسلام اور عیسائیت کے مابین تہذیبی تصادم کو جلد برپا کردینے کے لئے کئے تھے، شروع شروع میں امریکی تحقیقاتی ادارے اسی رخ پر جانے کی سوچ رہے تھے، لیکن امریکہ کی مضبوط یہودی لابی نے جو ان واقعات کی اصل ذمہ دار تھی، تحقیقات کا رخ یکسر موڑ دیا اور سارے فسانے میں جس میں مسلمانوں کا دور دور تک نام نہ تھا، صرف مسلم اور عربی نام تلاش کرلئے گئے اور اب تو بہت دور تک اندھیرے میں تیر چلایا جاچکا ہے اور نہ معلوم کہاں تک چلایا جاتا رہے گا اور یہ تیر کس کے لگے گا؟ کچھ پتہ نہیں۔

الغرض یہودی اپنے پروٹوکول کی روشنی میں قوموں اور ملکوں کو لڑانے کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں اور مسلمانوں پر ضرب لگانا اور اسلام کی اینٹ سے اینٹ بجانا تو ان کا اولین مقصد ہے، جس کے لئے وہ کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے، بلکہ ان کا صرف یہی مذہب ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کی تخریب کی ہر وقت نئی نئی راہیں نکالی جائیں اور ان کو عملی جامہ پہنایا جائے۔

۱۱/ستمبر ۲۰۰۱ء کا واقعہ درحقیقت دنیا کی تاریخ کی ایک بڑی سازش تھی، جسے کامیابی کے ساتھ رچایا گیا اور مسلمانوں کو پھنسا کر ان سے اور ان کے دین و مذہب سے انتقام لینے کی کوشش کی جارہی ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ دوہرے معیار پر عمل کرنے والی عالمی برادری جو روز اول سے مسلمانوں کے لئے دوسرا معیار اور غیر مسلموں کے لئے ایک دوسرا معیار اپناتی رہی ہے، یہودیوں کی اس سازش کو بڑی حد تک بھانپ لینے کے باوجود چپ سادھے بیٹھی ہوئی ہے اور اس سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ ہمارے عالم عربی اور عالم اسلامی کے ارباب حل و عقد بھی اس صیہونی سازش کے سامنے مکمل طور پر سپر انداز ہوگئے ہیں اور یہودیوں کے اس بہت بڑے جھوٹ اور فریب کو حقیقت مان کر ان کے عائد کردہ احکامات کی من و عن پابندی کئے جارہے ہیں، چنانچہ جس مسلمان سے ”دینداری“ کی بو آئے، جس نوجوان کی پیشانی پر نماز کا نشان نظر آئے، جس آدمی میں سچا مسلمان ہونے کی علامت محسوس ہو اور یہ اندازہ ہو کہ یہ کسی نہ کسی شکل میں اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے لئے سرگرم ہے، اس کو پکڑنے، جیل میں ڈالنے، طرح طرح سے ستانے، اس کو فوراً امریکہ کے حوالے کردینے کا سلسلہ جاری ہے، اس کی وجہ سے عمل، ردعمل اور ردعمل کے ردعمل کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ چل پڑا ہے۔ اسلامی حکومتوں کی طرف سے ان تمام ردعمل کا انتہائی سختی کے ساتھ نوٹس لیا جارہا ہے، جس کے نتیجے میں ”ملزمین“ بلکہ مظلومین کی طرف سے اور زیادہ سخت ردعمل سامنے آرہا ہے اور عمل اور ردعمل کے شیطانی چکر سے یہودی اور صلیبی امریکہ مزید فائدہ اٹھا رہا ہے اور ہمارے قائدین و حکام پر وہ اپنے مزید ادوار تھوپ رہا ہے۔

۱۱/ستمبر ۲۰۰۱ء کے واقعات کا یہ ”منفی“ منطقی نتیجہ تھا، جو اسی طرح سامنے آرہا ہے، جس طرح گویا واقعات کے اسکیم سازوں یعنی یہودیوں نے چاہا ہوگا، لیکن ان واقعات کے کچھ ”مثبت“ نتیجے بھی سامنے آرہے ہیں، جو خدا کی حکمت اور اس کی شان خداوندی پر دلالت کرتے ہیں۔ بعض نتائج تو اب لوگوں کی نگاہوں کے سامنے ہیں اور کچھ نتائج سے جلد یا بدیر پردہ ہٹ جائے گا اور لوگوں کو صحیح صورت حال کا اندازہ ہوجائے گا۔

جو ”مثبت“ نتائج اب تک سامنے آرہے ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں کہ بعض عربی ممالک جہاں

کے تجار' بڑی بڑی کاروباری شخصیات' پڑھے لکھے لوگ' صحافی اور اترائے ہوئے مالدار لوگ' امریکہ پر اس درجہ فریفتہ تھے کہ جیسے روئے زمین پر اس سے بڑی کوئی حسینہ نہ ہو' بلکہ بقول بعض تجربہ کار دوستوں کے وہ امریکہ کو اور امریکہ کی بنی ہوئی ہر چیز کو پوجتے تھے' حتی کہ اگر امریکن بیوی ہو تو اس کو سجدہ بھی کرتے تھے' وہ بعض دفعہ اپنے رویئے سے ظاہر کرتے تھے کہ شاید اپنی عربی کھال سے نکل جانا چاہتے ہوں اور امریکیوں کی فوٹو کاپی بن جانا چاہتے ہوں' وہ اپنے دل کی گہرائیوں میں' زبان سے کہے بغیر' امریکہ کو خدا ہی سمجھتے تھے اور امریکیوں کو ''آسمانی مخلوق'' ان ممالک کے یہ تجار و مالدار اور اترائے ہوئے عیش و عشرت کے دلدادہ لوگ آج دوبارہ اپنی خاک سے جڑنے لگے ہیں' اپنی مٹی پر ایمان لانے لگے ہیں' اپنی ذات پر ان لوگوں کا اعتماد بحال ہونے لگا ہے' آج وہ ان اربوں' کھربوں کی رقم کی گن گن کر حفاظت کر رہے ہیں جنہیں وہ پانی کی طرح امریکہ کی سڑکوں' وہاں کی دکانوں' شراب خانوں' تفریح گاہوں' پارکوں' ہوٹلوں' عیاشی کے اڈوں میں بہایا کرتے تھے۔ آج وہ انہیں بڑی قدر دانی کے ساتھ اس لئے محفوظ کر رہے ہیں' تا کہ وہ اپنے ملک میں انہیں خرچ کریں۔ دوسری طرف ان ملکوں کی حکومتیں نے اعلیٰ عصری تعلیم پر توجہ دینی شروع کر دی ہے' وہاں بڑی بڑی عصری تعلیم گاہوں کے خاکے بن رہے ہیں تا کہ تمام جدید علوم سے وہاں کے نوجوانوں کو اپنے ہی ملکوں میں آراستہ کیا جا سکے اور اندرون ملک ہی اعلیٰ درجے کے ڈاکٹر' انجینئر' خلا نورد اور جدید ٹیکنالوجی کے ماہرین تیار ہو سکیں جو اپنے ملک' عقیدہ اور قوم کے لئے مفید ثابت ہوں اور نئے تہذیبی بڑے چیلنج کو قبول کر سکیں جو امریکہ اور اسرائیل نے عربوں اور مسلمانوں کے سامنے اپنی برتری کے ذریعے پیش کر رکھا ہے۔

لوگ کھلی آنکھوں دیکھ رہے ہیں کہ ان ملکوں میں علم و ثقافت' سائنس و ٹیکنالوجی اور سیاحت و تجارت و صنعت اور سرمایہ کاری کے زمروں کو فروغ دینے کی بڑی سنجیدہ اور خوش کن کوششیں ہو رہی ہیں۔ یہ ۱۱/ستمبر کے واقعات کا واقعی بہت مثبت پہلو ہے جو فوری طور پر سامنے آ رہا ہے۔ یہ پہلو دور رس نتائج کا حامل ہے اور نہ صرف موجودہ' بلکہ آئندہ نسلیں بھی اس سے مستفید ہوتی رہیں گی اور اپنی خاک سے وابستہ رہنے اور اپنی ذات پر اعتماد کرنے کا یہ سبق تو انشاء اللہ تمام آئندہ نسلوں کو بطور وراثت منتقل ہوتا رہے گا۔ اپنی کلائی پر بھروسہ اور اپنے دست و بازو پر اعتماد' اپنی تاریخ کے تقدس پر ایمان' اپنے عظیم ماضی کی یادوں کے سرمایے پر تکیہ' اس امت کا مقدس اثاثہ ہے' اس کی حفاظت بذات خود باعث ثواب و برکت اور مسلسل حرکت کے لئے ضروری ہے۔ نسل نو کو اگر یہ سبق اچھی طرح یاد ہو جائے کہ اسی کے اسلاف نے یورپ کو وہ علم و ہنر دیا ہے' جس پر وہ آج اترا رہا ہے تو یہ اس کی سعادت کا سرچشمہ ثابت ہوگا۔

۱۱/ستمبر ۲۰۰۱ء کے واقعات کے محسوس مثبت نتیجوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مغرب میں اسلام اور اسلامی تہذیب و تمدن کے مطالعے کا ایسا شوق پیدا ہو گیا ہے' جس کی نظیر نہیں ملتی' وہاں غیر معمولی طور پر وہ کتابیں فروخت ہو رہی ہیں جو مذہب اسلام' اس کی تاریخ' اس کی تہذیب' اس کے تمدن اور انسانیت پر اس کے احسانات سے گفتگو کرتی ہیں' قرآن پاک کے انگریزی' فرانسیسی اور جرمن تراجم کی تو چھپے لوٹ مچی ہوئی ہے۔ اس مطالعے کا نتیجہ ہے کہ یورپ کے بہت سے پڑھے لکھے لوگ یہ کہنے لگے ہیں کہ امریکہ اور یورپ سے اسلام اور مسلمانوں کے حوالے سے کئی صدیوں سے بھیانک اور مسلسل غلطیاں ہو رہی ہیں۔ ظلم' ناانصافی' دوہرے معیار کا استعمال اور تہذیبی لین دین میں ہٹ دھرمی کا رویہ' اسلام کے حوالے سے یورپ اور امریکہ کو اب بالکل بدل دینا چاہئے' ورنہ تاریخ انہیں کبھی معاف نہ کرے گی' اسلام کے تئیں یورپ اور امریکہ کا رویہ' اس کے دعویٰ کے برعکس کہ وہ مہذب دنیا کی نمائندگی کرتے ہیں' بالکل غیر مہذب اور ہر طرح ناقابل قبول ہے۔

ان واقعات کے مثبت نتائج میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مشرق و مغرب کے مسلمانوں میں اپنے دین کی طرف لوٹنے' خدا سے انابت' عبادت کا شوق' احکام دین کی پابندی کا جذبہ پہلے سے زیادہ پیدا ہوا ہے۔ نیز دینی سرگرمیوں' رفاہی کاموں' تعلیم کی اہمیت کے احساس میں خاصا اضافہ ہوا ہے' کیونکہ ۱۱/ستمبر کے واقعات سے امریکہ اور دشمن طاقتوں نے کشمکش کی جو عالمی کیفیت مسلمانوں کے سر تھوپنے کی بھرپور کوشش کی ہے' اس سے ان کی قوت مدافعت بڑھ گئی' کیونکہ مزاحمت اور کشمکش سے قوت مدافعت بڑھ جایا کرتی ہے۔

مسلمانوں کے حوالے سے یہ کہنا تحصیل حاصل ہے کہ ان کی سربلندی و عزت کا راز تمام تر خدائے پاک کی رضا جوئی میں پوشیدہ ہے' تو اگر ان واقعات سے ان کے جذبے کو طاقت ملی ہے اور اپنے دین کی طرف لوٹنے کا داعیہ پیدا ہوا ہے تو یہ اتنی بڑی سعادت ہے' جس کے برابر کوئی سعادت نہیں۔

☆☆..........☆☆

دورِ حاضر کا المیہ

دین اسلام کی جو بے شمار خصوصیات ہیں' ان میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہر انسان کے لئے پیدائش سے لے کر بچپن تک' بچپن سے لے کر لڑکپن تک' لڑکپن سے جوانی تک' جوانی سے بڑھاپے تک اور بڑھاپے سے موت تک ہر ہر وقت اور ہر ہر حالت کے اعتبار سے حکم اور رہنمائی موجود ہے' کوئی انسان اپنی زندگی کے کسی لمحہ میں کسی بھی شعبہ سے متعلق یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کے بارے میں اسلامی تعلیمات خاموش ہیں۔

انسان کی انفرادی عبادات ہوں یا اجتماعی معاملات' معاشرتی مسائل ہوں یا ذاتی ضروریات' ظاہری احوال ہوں یا باطنی کیفیات' روحانی پریشانیاں ہوں یا جسمانی مصائب' کاروباری الجھنیں ہوں یا گھریلو تکلیفات' غرض ہر معاملے زندگی کے ہر ہر شعبے میں ہر ہر لمحہ اور ہر ہر لحظہ ایک انسان اسلامی تعلیمات کی روشنی سے اپنے لئے رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔

لیکن ہر چیز کے حصول کے لئے کچھ ضابطے اور قوانین ہوتے ہیں' دینی روشنی اور مذہبی رہنمائی حاصل کرنے کے لئے بھی شریعت نے کچھ ضابطے اور قوانین مقرر فرمائے ہیں۔ ان قوانین اور ضوابط میں سے ایک ضابطہ شریعت مطہرہ کا یہ ہے کہ ایک عام آدمی جس نے مزاج شریعت کے مطابق مستند' متدین اور راسخ فی العلم شخص کے آگے زانوئے تلمذ طے نہ کیا ہو یا کیا بھی ہو مگر اس میں براہ راست قرآن و حدیث سے استخراج مسائل کی صلاحیت واستعداد نہ ہو' اس بات کا پابند ہے کہ وہ اپنے دینی امور میں کسی دیندار اور خوف خدا رکھنے والے عالم باعمل سے رہنمائی لیتا رہے' یہ محض فطری یا تخیلاتی اور دستوری تصور نہیں ہے بلکہ قرآن و حدیث سے ثابت شدہ ایک شرعی

مولانا محمد سلمان خلیلی

ضابطہ بھی ہے جس کو قرآن کریم اور احادیث طیبہ میں بیان کر کے اس کی اہمیت بتائی گئی ہے۔

چنانچہ حکم ربانی ہے:

"فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون." (سورۂ نحل:۴۳)

ترجمہ: "سو تم پوچھ لو اہل علم سے اگر تم نہیں جانتے۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"اور اگر اس خبر کو پہنچا دیتے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف اور ان لوگوں کی طرف جو ان میں سے فہم رکھنے والے ہیں تو ان میں سے جو ایسے حضرات ہیں جو اس سے استخراج کر لیتے ہیں وہ اس کو جان لیتے۔"

(سورۂ نساء:۸۳)

ایک جگہ حکم ہے:

"یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم." (سورۂ نساء:۵۹)

امام تفسیر حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ اولوالامر سے مراد اہل علم اور فقہاء ہیں۔ (سنن دارمی ص:۵۱)

یعنی جس طرح اللہ اور رسول کی اطاعت اہل ایمان پر فرض ہے' اسی طرح اہل علم اور فقہاء سے رہنمائی حاصل کرنا بھی فرائض دین میں سے ہے' گویا دینی ضوابط اور اصول میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ امور دینیہ اور معاملات شرعیہ میں ہر کس و ناکس کو بولنے اور اپنی رائے دینے کا حق نہیں ہے' بلکہ یہ اسی کا حق ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملکۂ استنباط اور استخراج مسائل کی صلاحیت سے سرفراز فرمایا گیا ہو۔

احادیث نبوی میں بھی دینی رہنمائی اور قیادت کے شعبے میں ہر ایک کے عمل دخل کو روا نہیں رکھا گیا بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ منصب ایک مخصوص طبقے کے لئے متعین فرمادیا ہے اور اپنا وارث قرار دے کر اپنے بعد امور دینیہ کی قیادت کا فریضہ ان کو سونپ دیا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"العلماء ورثة الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما

"وانما ورثوا العلم۔" (ابوداؤد)

دوسری جگہ فرمایا:

"انما بعثت معلما"

(سنن دارمی ص:۶۹ ج:۱)

کہ میں معلم یعنی تعلیم دینے والا اور علم کو دوسروں تک پہنچانے والا بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

طالبان علوم دین اس بات کو بخوبی سمجھتے ہیں کہ لفظ معلم تعلیم سے صیغہ اسم فاعل ہے اور تعلیم باب تفعیل کا مصدر متعدی ہے جو اپنے معنی کی بتمامہ ادائیگی کے لئے مفعول کا متقاضی ہوتا ہے۔ لہٰذا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم بنا کر مبعوث فرمایا گیا ہے تو اس کے لئے لازمی طور پر کوئی متعلم یعنی سیکھنے والا ضروری ہوگا' کیونکہ جب تک کوئی سیکھنے والا نہیں ہوگا' معلم' معلم بن ہی نہیں سکتا۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات کے لئے معلم اور دوسروں کو متعلم بنانے کے لئے مبعوث کیا گیا' اس سے معلوم ہوا کہ جو علم کسی معلم کا متعلم بنے بغیر آئے وہ بعثت نبوی کے مطابق نہیں ہے' اور نہ ہی بعثت نبوی کے مقاصد میں سے ہونے کی فضیلت رکھتا ہے۔

لہٰذا انبیاءؑ کی وراثت کے حق دار وہی ہیں جو پہلے صحیح سند کے ساتھ کسی معلم اور استاد کے سامنے متعلم بن کر حصول علم کی استعداد پیدا کریں اور پھر علم دین کو اپنے مقاصد اصلیہ میں شامل کرلیں۔

ہمارے موجودہ دور میں ایک المیہ جو درحقیقت تمام المیوں کی جڑ اور بنیاد ہے وہ یہ ہے کہ ہر شخص کو قرآن دانی اور حدیث فہمی کا دعویٰ ہے اور جو شخص اپنے کاروبار زندگی اور مشغولیات و مصروفیات سے فارغ ہوجائے تو اس کو قرآن کریم کے ترجمہ اور اپنی رائے سے تفسیر لکھنے کا شوق دامن گیر ہوجاتا ہے یا حدیث شریف کی ہمہ دانی کا دعویٰ دماغ پر سوار ہوجاتا ہے۔ دینی مزاج بنائے بغیر اور شرعی اصولوں کے مطابق کسی مستند عالم ربانی سے سیکھے اور معلوم کئے بغیر یہ حالت بلاشبہ سم قاتل ثابت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ دین' دین فطرت ہے اور جس طرح فطرت کا تقاضہ ہے کہ ہر انسان اپنی پیدائش اور مادی وجود اور نشوونما میں اپنے پیچھے ایک سند اور نسل رکھتا ہے' اسی طرح علم دین جو درحقیقت ایک انسان کی روحانی پیدائش اور عملی نشوونما کا ذریعہ ہے' اپنے پیچھے ایک سند اور پورے سلسلہ کا متقاضی ہے اور اس کا یہ تقاضہ فطری ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

"سو تم یکسو ہوکر اپنا رخ اس دین حق کی طرف رکھو اور اللہ کی اس فطرت کا اتباع کرو جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا ہے۔" (سورۂ روم:۳۰)

جس طرح کسی باغیرت اور باحیا انسان کے سلسلۂ نسب کی کوئی کڑی اگر مخدوش ہوجائے تو وہ شخص معاشرہ میں سر اٹھا کر چلنے کی جرأت نہیں کرسکتا' اسی طرح وہ شخص جس کی علمی سند ابتدا سے یا درمیان سے کہیں بھی محل نظر ہوجائے تو ایسا شخص بمقتضائے فطرت صحیح اور ناقابل اعتراض سند والوں کی برابری نہیں کرسکتا۔ اسی کو علامہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں:

"ان ھذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم۔"

(مشکوٰۃ ص:۳۷ بحوالہ مسلم شریف)

وہ لوگ جو علم دین کو اس کے معروف طریقہ کے مطابق حاصل کئے بغیر قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں رائے زنی کرتے ہیں' وہ بلاشبہ لاشریعت میں جاہل' بے علم اور کورے ہی ہیں' چاہے اپنے نام کے ساتھ مذہبی اسکالر کا لیبل لگائیں یا اپنے آپ کو مفکر اسلام کہلوائیں یا مسلم دانشور کے نام سے عزت وجاہ کے طالب ہوں یا دنیوی طور پر محقق اور ڈاکٹر کی سند رکھنے کا اعزاز حاصل کرچکے ہوں۔

دور جدید کے مذکورہ میلان اور شوق اجتہاد ودعویٰ ہمہ دانی کا شاخسانہ ہے کہ چونکہ یہ حضرات دینی ماحول میں نبوی مزاج کے مطابق تربیت یافتہ نہیں ہوتے' اس لئے ان کے مزاج' ان کے دل و دماغ اور مزاج شریعت سے ناآشنا اور حدود وقیود شرعیہ سے متنفر ہوتے ہیں' شرعی وفطری پابندیاں ان کو معاملات انسانی میں بے جا مداخلت معلوم ہوتی ہے اور منہیات' جو ان کے ماحول اور مزاج کے موافق نہیں ہوتے انہیں ناحق ظلم محسوس ہونے لگتے ہیں' جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قرآن وحدیث کا صریح انکار کرنے سے تو رہے' اس لئے قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کے ان احکام کو جو ان کے ماحول ومزاج کے مطابق نہیں ہوتے' معنوی تحریف اور اپنے مطلب کے معانی بیان کرکے دل کو تسلی دے لیتے ہیں اور وقتی طور پر اس عارضی دنیا میں خوش ہوجاتے ہیں اور خود گمراہ ہوکر مخلوق خدا کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کی بابت قرآن کریم کہتا ہے:

"یضل بہ کثیراً ویھدی بہ کثیراً وما یضل بہ الا الفاسقین۔"

(سورۂ بقرہ:۲۶)

"اللہ تعالیٰ گمراہ کرتے ہیں' اس مثال (جو قرآن میں بیان ہو) سے بہتوں کو اور ہدایت کرتے ہیں' اس کی وجہ سے بہتوں کو اور گمراہ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ اس سے مگر نافرمانی کرنے والوں کو۔"

دور حاضر میں ایسے ہی تجدد پسند داعیان تحقیق واجتہاد جو زیادہ تر یہود ونصاریٰ کے مستشرقین سے مرعوب ہیں اور اپنے آپ کو عالمی برادری کے ساتھ چلانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں' بہت سارے متفقہ اور غیر متنازعہ مسائل شرعیہ میں بکثرت رائے زنی کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

مثلاً گزشتہ دنوں ایک صاحب نے اپنی پیشہ وارانہ صحافت کی آڑ میں چہرہ کے پردے سے متعلق اپنے خیالات کا خوب اظہار فرمایا اور بے پردہ مغربی عورتوں کی طرح مشرقی باپردہ عفت مآب خواتین کو اپنے زعم میں قرآن وحدیث سے ثابت کرتے ہوئے سرعام حسن وجمال کے اظہار کا مشورہ دیا۔

حالانکہ بادی النظر میں اگر دیکھا جائے تو قطع نظر اس کے کہ اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ اور اس میں کس حد تک گنجائش اور کس حد تک ممانعت ہے؟ کیا دور نبوی اور دور صحابہ میں چہرہ کا کھولنا اس قدر ضروری امر تھا کہ مغربی دنیا کے دفاع میں قرآن واحادیث کے مطالب اور ائمہ کرام اور فقہاء عظام کے نظریات کو یکسر نظر انداز کر دیا جائے؟ کیا دور صحابہ میں چہرہ کھولنے والی عورتیں زیادہ قابل قدر تھیں یا چہرہ کو پردہ میں رکھنے والی؟ کیا یہ صاحب قلم بتاسکتے ہیں کہ دور نبوی اور خیرالقرون میں یہی مزاج تھا کہ چہرہ کے پردے کے عدم ثبوت پر صفحات کے صفحات سیاہ کئے جائیں اور اس کو واجب اور لازم سمجھے اور کہنے والوں پر قلمی کیچڑ اچھالی جائے؟ مفسرین اور محدثین کے موقف کو غلط رنگ میں پیش کیا جائے؟ ان کی تاریخ وانساب کو دھوکہ دہی کی غرض سے ۸۰۰ سال پہلے لے جایا جائے اور اصول حدیث کے مسلمہ اصول وضوابط کی دھجیاں اڑائی جائیں؟ کیا یہی دین کی خدمت ہے؟

اسی طرح بعض دانشوران قوم کی طرف سے عورتوں کے بال کاٹنے کو' جس کو فقہاء کرام قرآن وحدیث کی روشنی میں ناجائز قرار دیتے ہیں' سند جواز فراہم کرنے اور اس کو عام کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لمبے بالوں کو عورتوں کے لئے زینت بنایا ہے اور فرشتوں کی ایک جماعت کو اس پر مقرر فرمایا ہے کہ وہ اللہ جل شانہ کی تسبیح اس کی اسی صفت کے ساتھ ادا کریں کہ اس نے مردوں کو داڑھی اور عورتوں کو ان کی لمبی زلفوں سے زینت بخشی ہے۔

یہ فطرت اور دین اسلام کی اساس کے ساتھ کس قدر بڑا معرکہ اور کتنا عظیم تناقض ہے لیکن ہمارے معاشرے میں کامیابی اور ترقی کے لئے اسوۂ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد آپ کی ازواج اور اصحابؓ کی عملی زندگی کے بجائے مغربی معاشرہ پر چھائی ہوئی بے حیائی کی دلدادہ خواتین اور بین الاقوامی شہرت یافتہ فاحشاؤں اور بدکردار عورتوں کو ماڈل بنا کر ان کے طرز معاشرت کو اپنایا جاتا ہے' ان کی وضع قطع اور ان کے بالوں اور لباس کو اپنا آئیڈیل بنانے کی سعی ہوتی ہے اور پھر اسی پر بس نہیں بلکہ اس کو قرآن وحدیث سے ثابت کرنے کی کوشش کی جاری ہے اور اپنی پسندیدہ شخصیات کو قرآن وحدیث کے سانچے میں ڈھالنے کے بجائے آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ حتی کہ حیات ازواج واصحابؓ کو بھی ان کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ (قاتل اللہ المعتدی)

آج جو لوگ صحیح معنی میں شریعت کے جملہ امور کی روشنی میں طہارت حاصل کرنا تک نہیں جانتے' وہ فقہاء' صلحاء اور مقتدایان امت کو دینی معاملات اور دین فہمی میں اپنا تابع محمل بنانے کی فکر وسعی میں لگے رہتے ہیں اور امور دینیہ میں ان سے رہنمائی حاصل کرنے کے بجائے دینی مسائل میں ناحق مشورہ دینا اپنا فریضہ سمجھتے ہیں اور پھر وہی لوگ معاشرہ میں زیادہ باعث عزت واکرام اور لائق ستائش سمجھے جاتے ہیں جو قرآنی آیات اور احادیث نبوی کو اپنی سخن طرازی کے بل بوتے پر اپنا ہمنوا بنانے کے ماہر ہوں' اس کے برخلاف جو لوگ مفاہیم قرآنی اور مقاصد ومزاج نبوی کے مطابق اپنی زندگی گزارنا چاہتے ہیں اور اس کی خاطر اپنے ارادے' اپنی تمنائیں اور اپنے ارمان قربان کر کے آخرت کی ابدی زندگی کو اپنا مطمح نظر بناتے ہیں' وہ "بنیاد پرست' انتہاء پسند' شدت پسند اور دہشت گرد" کے ناموں سے یاد کئے جاتے ہیں۔ معاشرہ ان کو جو بھی مقام دے لیکن عند اللہ ان کا جو مقام اور مرتبہ ہے' وہ اللہ ہی جانتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی پناہ مانگی ہے اس زمانے سے جس میں اہل علم کو لائق اطاعت نہ سمجھا جائے اور اہل علم وتقویٰ کو لائق اعتناء نہ سمجھا جائے۔

ارشاد ہے: باقی صفحہ 21 پر

کھانسی، نزلہ، زکام
کسی موسم یا کسی وقت کے پابند نہیں

ہمدرد کی مجرّب دوائیں ان کا علاج بھی ہیں اور ان سے محفوظ رہنے کی مؤثر تدبیر بھی

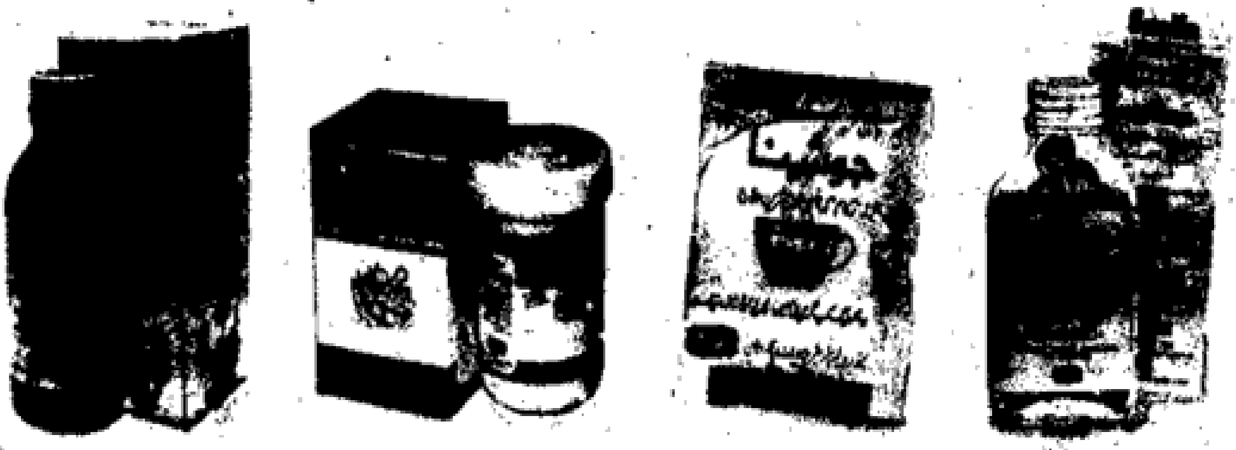

سُعالین
مُفید جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ سُعالین گلے کی خراش اور کھانسی کا آسان اور مؤثر علاج۔ آپ گھر میں ہوں یا گھر سے باہر، سرد و خشک موسم یا گرد و غبار کے سبب گلے میں خراش محسوس ہو تو فوراً سُعالین لیجیے۔ سُعالین کا باقاعدہ استعمال گلے کی خراش اور کھانسی سے محفوظ رکھتا ہے۔

جوشینا
نزلہ، زکام، فلو اور اُن کی وجہ سے ہونے والے بخار کا آزمودہ علاج۔ جوشینا کا روزانہ استعمال موسم کی تبدیلی اور فضائی آلودگی کے مُضر اثرات بھی دُور کرتا ہے۔ جوشینا بند ناک کو فوراً کھول دیتی ہے۔

لعوق سپستاں
نزلے زکام میں سینے پر بلغم جم جانے سے شدید کھانسی کی تکلیف طبیعت نڈھال کر دیتی ہے۔ اس صورت میں صدیوں سے آزمودہ ہمدرد کا لعوق سپستاں، خشک بلغم کے اخراج اور شدید کھانسی سے نجات کا مؤثر ذریعہ ہے۔

ہر موسم میں، ہر عمر کے لیے

صُدوری
مؤثر جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ خوش ذائقہ شربت۔ خشک اور بلغمی کھانسی کا بہترین علاج۔ صدوری سانس کی نالیوں سے بلغم خارج کر کے سینے کی جکڑن سے نجات دلاتی ہے اور پھیپھڑوں کی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے۔ بچوں، بڑوں سب کے لیے یکساں مُفید۔

سُعالین، جوشینا، لعوق سپستاں، صُدوری۔ ہر گھر کے لیے بے حد ضروری

ہمدرد

ہمدرد سے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk

Adarts-BJLB-1/2001

مرزا قادیانی اور ان کے امراض

شیخ راحیل احمد (جرمنی)

مرزا غلام احمد انگریزوں کے دور میں متحدہ ہندوستان کے علاقہ پنجاب میں قادیان کے گاؤں میں ایک جاگیردار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ مرزا صاحب ایک کم پڑھے لکھے شخص تھے۔ عالم اسلام میں پچھلے سو سال کے اندر متنازعہ ترین شخصیت ہیں، اس کی وجہ ان کے متضاد اور کفریہ دعوے ہیں، انہوں نے اسلام کے ایک ہمدرد مناظر اور لکھاری کی حیثیت سے اپنا سفر شروع کیا اور ایک ماہر پلانر ثابت ہوئے، انہوں نے اپنے دعووں کا سلسلہ ملہم ہونے کے دعوے سے شروع کیا اور انتہائی غیر محسوس طریقے سے نبوت کے دعویٰ سے گزرتے ہوئے "کھلا خدائی" کے مقام تک کے دعوے کر ڈالے۔ ویسے تو ہر کوئی جو بطور انسان اس دنیا میں بھیجا گیا ہے بیمار ہوتا ہے اور انسان بیمار ہوتے رہیں گے لیکن جب ایک شخص کا دعویٰ ہے کہ وہ شخص ایک ایسی ہستی ہے جس کے بارے میں تمام پاک کتابوں میں ذکر ہے، جس کو دیکھنے کے لئے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی (شاید اس لئے کہ وہ لوگوں کو چودھویں صدی کے کامیاب ترین دجال کی شخصیت کے بارے میں زیادہ صفائی کے ساتھ بتا سکیں)۔ تو ایسے شخص کی زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں ہر شخص کو جاننے اور بحث کرنے کا حق ہے، میں یہاں کسی بحث میں الجھنا یا قارئین کو الجھانا نہیں چاہتا، اس لئے میں چند سوالوں کے ساتھ مرزا صاحب کی بیماریوں کو اس لئے پیش کر رہا ہوں کہ آیا پیغمبروں کو ایسی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں یا نہیں؟ مجھے امید ہے کہ اس موضوع پر کوئی صاحب علم خیال آرائی برائے رہنمائی کریں گے؟

مرزا صاحب اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں کہ اللہ نے ان کو الہاماً بتایا ہے کہ: "اس نے مجھے براہین احمدیہ میں بشارت دی کہ ہر ایک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا۔" (اربعین ۳، صفحہ ۳۱، روحانی خزائن جلد نمبر ۱۷) آیئے ذرا جائزہ لیں:

نبوت کا ثبوت بیماریاں:

مرزا صاحب کا کمال یہ ہے کہ وہ اپنی بیماریوں کو بھی اپنی نبوت کا ثبوت بناتے ہیں۔ جس طرح آج تک سوائے مرزا صاحب کے کسی نبی نے ظلی بروزی وغیرہ نبوت کا دعویٰ نہیں کیا، اسی طرح معلوم تاریخ میں کسی نبی نے اپنی بیماریوں کو بھی اپنی نبوت کا ثبوت نہیں بنایا۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ "میں ایک دائم المرض آدمی ہوں اور وہ دو زرد چادریں جن کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے کہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہوگا، وہ دو زرد چادریں میرے شامل حال ہیں، جن کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کی رو سے دو بیماریاں ہیں، سو ایک چادر میرے اوپر کے حصے میں ہے کہ ہمیشہ سر درد اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے، وہ بیماری ذیابیطس ہے، کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے، اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں، وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔" (روحانی خزائن جلد نمبر ۱۷، اربعین ۳ و ۴، صفحہ ۴۷۰ و ۴۷۱، شائع کردہ ایڈیشنل ناظر اشاعت ۲۰ نومبر ۱۹۸۴ء)

"دیکھو میری بیماری کے متعلق آنحضرت نے پیشگوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی، آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح جب آسمان سے اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی، سو اسطرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں، ایک اوپر کے دھڑ کی یعنی مراق اور ایک نیچے کی یعنی کثرت بول"۔ (اخبار بدر ۷ جون ۱۹۰۶ء و تشحیذ الاذہان جون ۱۹۰۶ء)

محترم قارئین! آپ کو کبھی سر درد ہوا ہے، آپ کی کیا حالت ہوتی ہے اور کیا اسکے بعد کوئی کام کرسکتے ہیں؟ کبھی آپ کو چکر آئے ہیں اور اسکے کتنی دیر

بعد تک کوئی کام کر سکتے ہیں؟ (مجھے پچھلے دنوں دل کی تکلیف کی وجہ سے دوائیاں لینی پڑیں انکی وجہ سے اور بعض اوقات کمزوری کی وجہ سے بھی چکر آتے رہے ہیں، میں جانتا ہوں کہ چکر کی حالت میں انسان نہ تو جسمانی کام کر سکتا ہے اور نہ ہی دماغی کام اور اگر دل بھی نارمل کام نہ کر رہا ہو، تو پھر انسان کے لئے اٹھنا بیٹھنا، جسمانی یا دماغی کام کرنا، اور اگر کر بھی لے تو کسی یکسوئی کے بغیر ہوگا۔ اب آپ ذرا تصور کر کے بتائیں کہ لوگ خود ساختہ مسیح (مرزا صاحب) سے رہنمائی لینے آرہے ہیں، لیکن انکا دل صحیح کام نہیں کر رہا، سر کو چکر آرہے ہیں، اور وہ انتظار میں کھڑے ہیں کہ کب ان کی طبیعت ٹھیک ہو تو آگے بات چلے یا پھر لوٹا ڈھونڈ رہے ہیں؟؟؟ شیطان بھی سوچ میں پڑ گیا ہوگا بلکہ دل ہی دل میں شرمندہ ہو رہا ہوگا کہ میں نے کیا کیا؟ بنی نوع انسان ایک عظیم الشان شخصیت کے انتظار میں بیٹھے تھے، میں نے ان کو یہ مسیح کے نام پر یہ ٹوٹا پھوٹا شخص دے دیا ہے؟؟؟ لیکن اگر ایسا نہیں ہوا کہ مرزا صاحب اسقدر لاچار ہوئے ہوں تو پھر مرزا صاحب کی بیماریاں جعلی ہیں۔ یا دعویٰ غلط ہے!!!

اگر چوبیں گھنٹے پر سو بار (۱۰۰) کو تقسیم کیا جائے، جس میں نہ نیند اور نہ کوئی آرام، یا کوئی اور کام ہو تو تقریباً ہر ساڑھے چودہ منٹ کے بعد پیشاب، اگر ٹوائلٹ میں جانے، شلوار کھول کر کپڑے سیٹ کر بیٹھنے' پیشاب کرنے، استنجاء کرنے، شلوار باندھنے، باہر آ کر وضو کرنے یا کم از کم ہاتھ دھونے میں اگر ہم ساڑھے چار منٹ گن لیں تو دس منٹ کے بعد دوبارہ پیشاب کے لئے ٹوائلٹ میں؟؟ لیکن اگر ہم چھ گھنٹے آرام کے، ایک گھنٹہ عبادت کے نام پر لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے (ویسے ہونا زیادہ چاہئے لیکن از راہ احتیاط) اور ایک گھنٹہ کھانے پینے کیلئے نکالیں تو کل بنے آٹھ گھنٹے، اسطرح سارے دن میں بچے ۱۶ گھنٹے، اب اگر سولہ گھنٹوں پر تو ہر دس منٹ سے بھی کم پر پیشاب آتا ہے، اگر ہم حساب کریں جیسا کہ اوپر کیا ہے تو ہر پانچ منٹ کے بعد ٹوائلٹ میں جانا پڑتا ہے، اب آپ خود سوچیں کہ جس شخص کو پتہ ہے کہ پانچ منٹ پر مجھے پھر ٹوائلٹ میں جانا ہے، وہ لکھنے پڑھنے کے لئے توجہ کیسے مرکوز کر سکتا ہے جبکہ ساتھ ضعف وغیرہ کے بھی عوارض ہوں۔ اب قادیانی صرف ایک بات کا جواب دیں کہ کیا دنیا بنانے والے اللہ کو مسیح اور مہدی کیلئے صرف وہی شخص ملا تھا یا بنایا تھا جسکو بجائے دین کے ہر پانچویں منٹ ٹوائلٹ میں جا کر بیٹھنے کی فکر ہو؟؟؟ کہیں یہ تو نہیں کہ مرزا صاحب نے غلو سے کام لیا ہو، لوگوں کی ہمدردیاں سمیٹنے کے لئے یا عادتاً؟؟؟ اور پھر اپنے سو سو بار پیشاب کا کئی جگہ ذکر کیا ہے، اگر غلو سے کام لیا ہے تو غلو کا دوسرا نام جھوٹ ہے تو مطلب ہے کہ کئی بار جھوٹ بولا؟؟؟ کیا جھوٹ بولنے والا 'نبی' 'محدث' 'مجدد صاحب الہام' تو دور کی بات ہے، کیا روزمرہ کی معمول کی زندگی میں بحیثیت ایک شریف انسان قابل قبول ہے؟؟؟

تیس سال سے دردسر:

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:

"آتھم کی عمر قریباً میرے برابر تھی۔ اور میں اکثر عوارض لاحقہ سے بیمار رہتا تھا اور دردسر کی بیماری مجھے تیس سال سے ہے۔ مگر آتھم ایک پرورش یافتہ بیل کی طرح موٹا تھا۔" (انجام آتھم، روحانی خزائن جلد نمبر ۱۱، صفحہ ۷، حاشیہ، شائع کردہ ایڈیشنل ناظر اشاعت، ۲۰ نومبر ۱۹۸۴ء)

حالت مردی کالعدم ہونے کے باوجود شادی:

مرزا صاحب تحریر کرتے ہیں:

"ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اسکے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دو مرضیں یعنی ذیابیطس اور دردسر مع دوران سر، قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا۔ اس لئے میری حالت مردی کالعدم تھی۔ اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا۔" (تریاق القلوب، صفحہ ۲۰۳، روحانی خزائن جلد نمبر ۱۵)

شادی کے بعد مدت تک نامرد:

مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"جب میں نے شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔ آخر میں نے صبر کیا۔" (مکتوبات احمدیہ، جلد پنجم، خط نمبر ۲)

اگر آپ ایک غیر تمند مرد ہیں تو آپ سوچیں کہ کسی بھی وجہ سے اگر ایسی حالت ہوتی ہے تو کیا آپ ان حالات میں پہلے شادی کریں گے یا پہلے علاج کروانے کے بعد شادی کریں گے؟ اگر ماں یا باپ ہیں ایک بیٹی کے، تو ایسی بیماریوں اور کالعدم قوت مردی کے حامل کسی مرد کو اپنی بیٹی بیاہیں گے؟ بلکہ اگر آپ کو کوئی ایسا رشتہ آئے گا تو کیا آپ ایسے رشتہ کے بارے میں سننے کے بھی روادار ہوں گے؟ کیا مرزا غلام احمد صاحب نے ایسے مواقع پر قول

سدیدہ سے کام لیا اور ان کو اپنے ایسے حالات کھول کر بتائیے جن سے آئندہ زندگی میں کوئی فساد نہ بن سکے؟ اپنی ایسی حالت (کالعدم قوت مردی) کے بارے میں لڑکی کے والدین کو بتایا تھا؟ اسلام کی تعلیمات بتاتی ہیں کہ انسان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا حکم ہے، اور حقوق العباد پر بہت زور دیا گیا ہے، کیا مرزا صاحب نے جبکہ پہلی بیوی کے حقوق ہی نہ ادا کر پا رہے تھے، ایسی حالت میں ایک اور شادی کر کے ازدواجی حقوق اور حقوق العباد کی خلاف ورزی نہیں کی؟ پھر قابل غور فقرہ کہ "میں نے صبر کیا" ان دو عورتوں نے جس طرح خاموشی سے اس ظلم کو برداشت کیا ان کے حق میں کوئی کلمہ خیر نہیں!!! کیا اتنی واضح انسانی حقوق کی پامالی کے بعد کوئی ولی بھی کہلا سکتا ہے؟ کجا کہ دعویٰ نبوت کرے؟

ہسٹیریا اور مراق:

مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے لکھا ہے:

"ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد) سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹیریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے یکدم ضعف ہو جانا۔ چکروں کا آنا، ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا۔ گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا یا ایسا معلوم ہوتا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرہ ذلک۔ یہ اعصاب کی ذکاوت حس یا تکان کی علامات ہیں اور ہسٹیریا کے مریضوں کو بھی ہوتی ہیں اور انہی معنوں میں حضرت صاحب (یعنی مرزا غلام احمد) کو ہسٹیریا یا مراق بھی تھا۔" (سیرت المہدی حصہ دوئم صفحہ ۵۵، از مرزا بشیر احمد ایم اے، ابن مرزا غلام احمد صاحب)

مرزا صاحب کو جوانی میں ہسٹیریا کی بیماری ہو گئی تھی۔ (دیکھئے سیرت المہدی حصہ اول، صفحہ ۱۷، از مرزا بشیر احمد ایم اے، ابن مرزا غلام احمد صاحب)

مالیخولیا:

"اور پھر اس پر مستزاد مالیخولیا اور مراق کا موذی مرض"۔ (سیرت المہدی حصہ دوئم، صفحہ ۵۵، از مرزا بشیر احمد ایم اے، ابن مرزا غلام احمد)

مرزا صاحب کے خاندان میں طبابت کئی پشتوں سے چلی آرہی تھی اور انہوں نے خود بھی اپنے والد صاحب سے طب پڑھی تھی، لہٰذا اگر وہ خود کہتے ہیں کہ انکو ہسٹیریا اور مراق تھا تو ہمیں ماننا چاہئے، کیونکہ وہ اپنی حالت کو دوسروں کی نسبت بہتر سمجھ رہے تھے اور انہوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ ملتی جلتی علامات ہیں، اور نہ ہی اپنی زندگی میں ان بیماریوں کی انہوں نے تردید یا کوئی اور تشریح کی تھی۔ اب بعد میں دکان چلانے والے، دکان کو خطرے میں دیکھ کر جو بھی تاویلات کریں، انکی کسی طرح بھی کوئی اہمیت نہیں اور نہ ہی یہ قابل غور ہیں۔

اسہال اور خارش:

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

"مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں۔"

(ملفوظات، جلد ۲، صفحہ ۳۷۶)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے اور اکثر دست آتے رہنا، یہ بیماری تقریباً بیس برس سے ہے۔" (نسیم دعوت، روحانی خزائن، جلد ۱۹، صفحہ ۴۳۷)

احتلام:

مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں:

"ڈاکٹر میر محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کے خادم میاں حامد علی کی روایت ہے کہ ایک سفر میں حضرت صاحب (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کو احتلام ہوا۔ جب میں نے یہ روایت سنی تو بہت تعجب ہوا کیونکہ میرا خیال تھا کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا۔ پھر بعد فکر کرنے کے اور طبی طور پر اس مسئلہ پر غور کرنے کے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ احتلام تین قسم کا ہوتا ہے: ایک فطرتی، دوسرا شیطانی خواہشات اور خیالات کا نتیجہ اور تیسرا مرض کی وجہ سے۔ انبیاء کو فطرتی اور بیماری والا احتلام ہو سکتا ہے مگر شیطانی نہیں ہوتا۔ لوگوں نے سب قسم کے احتلام کو شیطانی سمجھ رکھا ہے جو کہ غلط ہے۔" (سیرت المہدی جلد سوئم، صفحہ ۲۲۲، مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے، ابن مرزا غلام احمد)

ایک حوالہ اور بھی دلچسپی کا باعث ہوسکتا ہے:

"ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ انبیاء کو احتلام کیوں نہیں ہوتا؟ آپ (یعنی مرزا غلام احمد) نے فرمایا کہ چونکہ انبیاء سوتے جاگتے پاکیزہ خیالوں کے کچھ نہیں رکھتے اور ناپاک خیالوں کو دل میں آنے نہیں دیتے اس واسطے ان کو خواب میں بھی احتلام نہیں ہوتا۔" (تاریخ احمدیت جلد ۱، صفحہ ۹۸، مولفہ دوست محمد شاہد)

اب آپ دیکھیں کہ مرزا صاحب نے صرف یہ کہا ہے کہ نبیوں کو احتلام نہیں ہوتا اور انہوں نے کوئی مزید امکان ہی نہیں چھوڑا، اب اگر مرزا صاحب نبی تھے تو خدا تعالے ان کو اس الزام سے پاک نہ رکھتا؟ کیونکہ آپ کیسے ثابت کریں گے کہ احتلام کسی خیال کی بناء پر تھا یا بیماری کی بناء پر تھا۔ اس پر میں مزید کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن قارئین کے سامنے ہر اہم پہلو آنا چاہئے تھا اس لئے یہ روایت بیان کر دی، کیونکہ جب رب نے اس بات کو ظاہر کیا اور پردہ نہیں ڈالا، تو میں خوامخواہ ایک بات کو چھپاؤں جبکہ میں ان کی ذات کے متعلق ایک انتہائی اہم نقطہ نظر سے بات کر رہا ہوں حالانکہ وہ رب چاہتا تو یہ بات ظاہر نہ ہوتی۔

دق کی بیماری:

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

"اور یہ خواب ان ایام میں آئی تھی کہ جب میں بعض اعراض اور امراض کی وجہ سے بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا بلکہ قریب ہی وہ زمانہ گزر چکا تھا جب مجھے دق کی بیماری ہو گئی تھی اور بباعث گوشہ گزینی اور ترک دنیا کے اہتمامات سے دل سخت کارہ تھا اور عیالداری کے بوجھ سے طبیعت متنفر تھی۔" (روحانی خزائن جلد نمبر ۱۵، ضمیمہ تریاق القلوب، صفحہ ۲۰۲، شائع کردہ ایڈیشنل ناظر اشاعت، ۲۰ نومبر ۱۹۸۴ء)

دق کی بیماری ایک موذی اور خبیث بیماری ہے جسکو یہ بیماری ہوتی ہے، اس سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالے اپنے ولیوں کو بھی ایسی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے اور مرزا صاحب کا دعویٰ تو نبوت کا ہے؟

داڑھوں کو کیڑا:

مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں:

"دندان مبارک آپ (یعنی مرزا قادیانی) کے آخر میں خراب ہو گئے تھے یعنی کیڑا بعض داڑھوں کو لگ گیا تھا۔" (سیرت المہدی حصہ دوئم، صفحہ ۱۲۵، از مرزا بشیر احمد ایم اے)

کسی کی آنکھوں پر اور کسی کے زخموں پر اپنا لعاب لگاتے تھے تو کیا کیڑوں والا لعاب لگاتے تھے؟

ان کی کچھ اور بھی بیماریاں مختلف جگہوں پر بیان ہوئی ہیں، انکا ذکر فی الحال اس جگہ میں نہیں، اگر ضرورت ہوئی تو کسی اور جگہ یا مضمون میں انشاء اللہ تفصیل سے ذکر کیا جائے گا۔ اس مضمون میں بجائے تفصیل کے دراصل صرف توجہ طلب باتیں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

چند سوالات؟

(۱) کیا مراق اور مرگی یا ہسٹیریا خبیث مرض نہیں؟ (۲) کیا دق ایک خبیث مرض نہیں؟ (۳) کیا تیس برس سے زیادہ سر درد سے کوئی انسان نارمل رہ سکتا ہے؟ (۴) کیا نامردی ایک خبیث مرض نہیں؟ (۵) کیا نبیوں کو احتلام ہوتا ہے؟ (۶) کیا ہیضہ خبیث مرض نہیں جس سے مرزا صاحب کی وفات ہوئی؟ اگر یہ امراض جنکا ذکر میں نے اپنے سوالوں میں کیا ہے امراض خبیثہ نہیں تو پھر تو ٹھیک ہے لیکن اگر یہ امراض خبیثہ ہیں تو قادیانی حضرات اس الہام کی کیا تشریح کریں گے کہ "مرزا صاحب امراض خبیثہ سے بچائے جائیں گے"؟

بھائیو! خدا کے لئے دوستی کے لئے جذبات سے پرے ہٹ کر، اور غیر جانبدار ہو کر سوچو (اسلئے کہ اپنے اعمال کا جواب آپ نے خود دینا ہے) کہ بقول مرزا صاحب کے الکورتی تھی، جس سے لوگ بھاگتے ہیں۔ مرزا صاحب پر مراق اور ہسٹیریا کے دورے پڑتے تھے، جو کہ ڈاکٹروں کی آراء کے مطابق، جذباتی اور ذہنی طور پر ابنارمل ہونے کی نشانی ہے۔ مرزا صاحب بقول ان کے ایک لمبا عرصہ قوت مردی سے محروم رہے، اس طرح نہ صرف ایسی حالت میں ایک لڑکی سے شادی کی ہے ہیں بلکہ پہلی بیوی (پھجے دی ماں) کے حقوق بھی کافی لمبے عرصہ سے ادا نہیں کر رہے تھے اور یہ شرعی اور اخلاقی طور پر ایک جرم ہے۔ مرزا صاحب ہمیشہ سر درد، دوران سر اور تشنج دل کے مریض رہے، بسا اوقات دن میں سو سو بار پیشاب آتا تھا اس کا مطلب تو یہ ہے کہ عام طور پر بھی ساٹھ ستر بار تو پیشاب آتا ہوگا اور اکثر اسہال کا شکار بھی رہتے تھے، یعنی اکثر لوٹا ہاتھ میں ہوتا تھا، اور زیادتی پیشاب کی وجہ سے ضعف اور کمزوری اور دوسری بیماریاں بھی اپنا اثر دکھا رہی تھیں، دایاں بازو کام نہیں کرتا تھا، نماز کے وقت اس ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے سہارا دیتے تھے، اس سے پانی تک نہیں پی سکتے تھے، دورہ پڑتا تھا تو ٹانگیں باندھنی پڑ جاتی تھیں، چیخیں مارتے تھے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ انکی گواہی تمام نبیوں

نے دی ہے قرآن نے دی ہے اور مرزا صاحب کا دعویٰ محمد ثانی ہونے کا ہے، اب آپ خود سوچو کہ اللہ کو اتنی کونسی مجبوری تھی کہ ایسی عظیم الشان شخصیت اور کام کے لئے ایک بیمار اور عارضی نہیں بلکہ مستقل بیمار شخص، اور پھر بیماریاں بھی کونسی؟ دق، ہسٹیریا، مالیخولیا، مراق، دوران سر، ہمیشہ کے سر درد، بیکار بازو، کثرت بول، کثرت اسہال، اور نامردی، ذیابیطس کا حامل ہی اس رتبہ پر بٹھانا تھا؟؟ کیا خاتم الانبیاء، ختم المرسلین، فخر انسانیت، سرکار دو عالم، رحمۃ اللعالمین، شاہ لولاک کی بعثت ثانیہ یا محمد ثانی کے طور پر ایسے شخص کو ہی بھیجنا تھا، جو اپنے اہل و عیال کے حقوق ہی نہیں ادا کرتا تھا، بلکہ اپنی زیادتی کو صبر کہتا تھا، جسکو لوٹے سے ہی فرصت نہیں تھی؟؟؟ ظاہر ہے کہ اللہ کو کوئی مجبوری نہیں تھی بلکہ بیماریوں کے اس مجموعے کے تمام دعاوی شیطانی اثرات کا نتیجہ تھے جو شیطان نے مرزا غلام احمد کے کمزور دل و دماغ کا فائدہ اٹھا کر ان میں داخل کر دیئے تھے۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں

"روح بغیر جسم کے کچھ چیز نہیں'

اگر روح بغیر جسم کے کچھ ہوتی تو خدا تعالیٰ کا یہ کام لغو ٹھہرتا کہ اس کو خواہ نخواہ جسم فانی سے پیوند دے دیتا۔ روح کے افعال کاملہ صادر ہونے کے لئے اسلامی اصول کی رو سے جسم کی رفاقت روح سے دائمی ہے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن، جلد ۱۰، صفحہ ۴۰۴ و ۴۰۵)

اس کا مطلب میری سمجھ میں مختصر لفظوں میں یہ آیا کہ جب روح اور جسم کا رشتہ لازم ملزوم ہے اور ایک کی صحت دوسرے کو متاثر کرتی ہے تو مکمل طور پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار اور تکلیف میں مبتلا جسم نے کیا روح کو گہرے طور پر متاثر نہیں کیا ہوگا اور ایک متاثر شدہ روح دوسری روحوں کو کہاں تک صحیح اور واضح راہنمائی کر سکتی ہے؟ کیا جو تضادات ہم مرزا صاحب کی تحریر میں دیکھتے ہیں وہ اسی متاثر شدہ روح کی کارفرمائی تو نہیں؟ میں نہ تو ڈاکٹر ہوں اور نہ ہی عالم، میرے سوالات تو ایک عام شخص کے سوالات ہیں جو کہ ان چیزوں پر ہیں جو واضح طور پر سب کو نظر آ رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی رہنمائی فرمائے اور جو لوگ اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں ان کو شمع محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی نصیب فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

این جی اوز

یہی حال پاکستان اور ہندوستان کا ہے کہ بڑی تیزی سے این جی اوز کا کام جاری ہے۔

این جی اوز کا طریقہ کار:

این جی اوز اپنی تحریک اس طرح چلاتے ہیں کہ دفتر میں مرد و عورت بغیر پردہ اکٹھے ہوتے ہیں' ایک گاڑی میں بغیر پردہ کے سفر کرتے ہیں' لوگوں کو سلائی والی مشینوں کے لالچ دیتے ہیں۔ این جی اوز کی عورتیں گھروں میں جاتی ہیں اور عورتوں کو دعوت دیتی ہیں کہ ہمارے دفتر میں آئیں' ہم بچوں اور گھروں کی صفائی کی ٹریننگ دیں گے' تم اتنی غربت کی زندگی گزارتی ہو' این جی اوز میں ملازم ہو جاؤ' بڑی تنخواہ ہوگی۔ ان کا اصل مقصد اس کے ذریعہ انہیں دین سے نکالنا ہے۔

مسلمانوں سے اپیل:

تمام مسلمانوں سے اپیل ہے کہ این جی اوز والے جہاں جہاں ہوں' مسلمان اپنے اپنے علاقوں سے انہیں نکالیں۔ ان کے کاموں میں رکاوٹیں پیدا کریں۔ ان سے محبت کرنا' کرایہ پر انہیں مکان یا گاڑی دینا غضب اور قہر الٰہی کو دعوت دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائیں اور ایسے فتنوں سے ہماری حفاظت فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

نوٹ: حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ کے ان الفاظ کو بعد تقریر' تحریر کر لیا گیا۔ اس موقع پر بلوچستان کے درج ذیل علمائے کرام نے اس تحریر کی تائید فرمائی: مولانا عبداللہ جان' مولانا گل حبیب' مولانا آغا محمد' مولانا عبدالعزیز' مولانا جمال الدین' مولانا داد خان' مولانا ممتاز احمد۔

دور حاضر کا المیہ

"عن سھل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللھم لایدرکنی زمان اوقال لاتدرکوا زمانا لایتبع فیہ العلیم ولا یستحیٰ فیہ من الحلیم الخ."

(الترغیب والترہیب' مسند احمد ج ۵ ص ۳۴۰)

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے زمانے سے پناہ مانگی ہے تو بلاشبہ اس میں کوئی ایسی خرابی تو یقیناً ہوگی جس سے اللہ کا محبوب ترین نبی بھی بچنے کی دعا کر رہا ہے۔ اس حدیث شریف میں ان لوگوں کے لئے بھی مقام عبرت ہے جو براہ راست علمائے ربانیین سے لوگوں کو دور کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور "مولویوں کے چنگل سے آزاد کرانے" کی نویدیں اور بشارتیں سناتے رہتے ہیں اور جگہ جگہ قرآن دانی اور حدیث فہمی کے نام پر دکانیں چمکا کر عوام الناس کو حقیقی راہبران امت سے (جن کو اللہ جل شانہ نے اپنے نبی کی زبان سے رہبران اور مقتدیان امت بنایا ہے) دور کرتے ہیں اور اس کو اپنے مفاخر میں سے گردانتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو عقل سلیم عطا فرمائے اور اس عقل کو اپنی مرضیات کے مطابق اتباع سنت کے ساتھ علماء و فقہاء امت کی رہنمائی میں استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

قادیانیت کا زوال

محمد ساجد اعوان

جرمنی کی قادیانی جماعت کے سربراہ شیخ راحیل احمد کے قبول اسلام کے بعد جرمنی میں قادیانیت ریزہ ریزہ ہوگئی۔ شیخ راحیل احمد کا قبول اسلام قادیانی جماعت کے لئے مرزا طاہر کی موت کے بعد دوسرا بڑا سانحہ تصور کیا جارہا ہے۔

جرمنی سے آمدہ اطلاعات کے مطابق یہ قادیانی جماعت کے لئے صور اسرافیل سے کم نہیں جبکہ احتساب قادیانیت کے محاذ پر کام کرنے والے اسے حق کی فتح اور فتح مندی کی نوید کہتے ہیں۔ مزید تفصیلات کے مطابق جرمنی کے ہنورا شہر میں مرزائیوں نے عبادت خانے کے لئے جگہ خریدی لیکن جرمن حکومت نے اس عبادت خانے کی تعمیر پر پابندی عائد کردی۔ حال ہی میں جرمنی میں ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں قادیانی جماعت کو جرمن دشمن قرار دیا گیا ہے۔ عنقریب اس کتاب کا ترجمہ بھی شائع کیا جارہا ہے۔ ایک سو جرمن خواتین جنہوں نے قادیانیوں سے شادیاں کر رکھی تھیں، مرزائیت سے دستبردار ہوگئی ہیں۔ جبراً چندہ بھتہ کی وصولی ان جرمن عورتوں کے مرزائی چنگل سے آزادی کا سبب بنی۔ انڈیا، پاکستان، بنگلہ دیش اور برما وغیرہ سے قادیانی نوجوان، مسلمان لڑکوں کو شادی، ملازمت اور بیرون ملک لے جانے کا جھانسہ دے کر باہر لے جاتے ہیں، پھر وہاں بھتوں، چندوں کی یلغار سے ان کی ساری کمائی ہتھیا لیتے ہیں۔ مصدقہ اطلاعات کے مطابق ان نو مرتدوں کی طرف سے بھی قادیانیت پر لعنت بھیجنے کا سلسلہ جرأت اور دلیری سے شروع ہوچکا ہے۔ سیاسی پناہ کے نام پر مرزائیت کے ڈرامے کا ڈراپ سین ہوچکا ہے۔ مرزائیت گھیرے کا شکار ہے۔ قادیانی دعوت کی تمام راہیں مسدود ہوچکی ہیں۔ چند جرمن کرسچن جو مرزائیت کے جھانسے میں آگئے تھے، دو سال کے بعد دوبارہ جب وہ گرجا جانے لگے تو پادری نے ان سے دریافت کیا کہ دو سال تک تم کہاں تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ قادیانی گرجا جاتے رہے۔ قادیانی جماعت کے ایک سابق رہنما نے بتایا کہ قادیانیت صرف بھتے وصول کرنے والی یہود و نصاریٰ کی ایجنٹ تنظیم ہے، اسے مذہب سے دور کا بھی واسطہ نہیں، جو قادیانی چندہ دینے سے انکار کرتا ہے، اس پر شراب پینے والے افراد مسلط کردیے جاتے ہیں اور انہیں طرح طرح کی ذہنی اذیتیں دی جاتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ لوگ تیزی سے قادیانیت سے بھاگ رہے ہیں۔ ایک اور اطلاع کے مطابق مرزا طاہر کی موت کے بعد قادیانی سربراہ مرزا مسرور جب پہلی بار جرمنی گیا تو اس کے استقبال کے لئے مرزائیوں نے ایک اجتماع کا اہتمام کیا۔ قادیانی اپنے نئے سربراہ کو دیکھنے کے لئے بڑی تعداد میں جمع ہوئے اور وہ اس سے کچھ سوالات کے جوابات چاہتے تھے۔ اس اجتماع میں اسٹیج سیکریٹری بشارت احمد نے بھرپور انداز میں یہ اعلان کیا کہ میں مرزا مسرور احمد کو دعوت خطاب دیتا ہوں تو مرزا مسرور نے مائیک پر آکر بڑی بے رخی اور بدمزاجی سے کہا کہ کوئی نہیں، بس دعا کریں اور دعا میں لگ گئے۔ جس سے مرزائیوں کے چہرے لٹک گئے۔ اس اجتماع سے کئی قادیانی بددل ہوکر اپنے گھروں کو لوٹے۔

یہ تمام حالات مرزائیت کو اپنے ابدی انجام تک پہنچانے کے لئے قدرت کا عطیہ ہیں۔ تمام مسلمانوں خصوصاً نوجوانوں کو چاہئے کہ پوری تندہی اور یکسوئی سے اس طرف توجہ دیں تو قادیانیت یہ گئی اور وہ گئی۔ انشاء اللہ الرحمٰن۔

☆☆..........☆☆

مرسلہ: شکیل عثمانی

گدھے پر ریشم کی چادر

زیر نظر مضمون ایک رسالے میں دو اقساط میں شائع ہوا لیکن اس کی اہمیت اور ربط کی وجہ سے اسے ایک ہی مضمون کی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے

فرمان خداوندی ہے کہ اللہ جو قادر مطلق ہے جسے چاہے ایمان و یقین کی روشنیوں سے منور صراط مستقیم پر رواں دواں کردے اور جسے چاہے گمراہی کے گھپ اندھیروں میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ دے۔ اس کے کارخانہ قدرت میں یہ ضروری نہیں کہ جسے صراط مستقیم حاصل ہو گیا وہ کوئی بہت بڑا صاحب علم ہی ہو اور جو گمراہ ہو گیا وہ علم سے قطعی بے بہرہ تھا اور بظاہر جاہل مطلق تھا۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں بہت سے ایسے لوگ گزرے ہیں جو اپنے آپ کو علم و فضل میں یکتا سمجھتے تھے لیکن انہیں صراط مستقیم نصیب نہ ہو سکا اور چشم فلک نے ایسے گنوار اور بے علم بھی دیکھے ہیں جو صراط مستقیم پر چلتے ہوئے دوسروں کے لئے ایک مثال بن گئے۔

دادا جان حکیم مولوی عمردین مرحوم و مغفور اپنے وقت کے ایک نامور اور صاحب کمال طبیب بھی تھے اور مدرس بھی' طب کے شعبے میں وہ حکیم نورالدین کے شاگرد تھے جو خود طب کے شعبے کا اس وقت امام سمجھا جاتا تھا اور جس کے علم و فضل کا دور دور تک شہرہ تھا۔ ریاست جموں و کشمیر میں حکیم نورالدین ایک طرح سے شاہی حکیم کے منصب پر فائز تھا۔ وہ دادا جان کو اپنا شاگرد رشید قرار دیتا تھا اور ان پر فخر کرتا تھا اور اس کا یہ فخر ہرگز بے جا نہیں تھا۔ یہ بات ایک مثال سے واضح ہو جائے گی۔ ایک مرتبہ بیک وقت ایک ہی مرض میں مبتلا دو مریض آئے جن میں سے ایک اچھا خاصا امیر تھا اور دوسرا انتہائی غریب۔ امیر مریض تو حکیم نورالدین کے زیر علاج آ گیا اور غریب مریض دادا جان کے حصے میں آیا۔ دونوں کا علاج ایک ساتھ شروع ہوا اور دونوں ایک ساتھ صحت یاب ہوئے۔ امیر مریض نے اپنے معالج نورالدین کو ڈیڑھ سو روپیہ بطور نذرانہ پیش کیا اور غریب مریض نے اپنے معالج عمردین کو صرف ڈیڑھ روپیہ دیا۔

تحریر: قیوم قریشی

بڑے ہلکے پھلکے انداز میں دادا جان مرحوم نے حکیم نورالدین سے شکوہ کیا کہ استاد محترم! یہ تو بڑی ناانصافی ہوگی ایک ہی طرح کی محنت کا معاوضہ آپ کو ڈیڑھ سو روپے ملے اور مجھے صرف ڈیڑھ روپیہ؟ اس پر استاد نے شاگرد سے مخاطب ہو کر کہا کہ عمردین! تم نے علم گھروں بیٹھ کر حاصل کیا ہے لیکن میں نے اسی علم کے حصول کے لئے کہاں کہاں کی خاک چھان ماری؟ تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ میں ایک مرتبہ صرف ایک مسئلے کے حل کے لئے ہر روز ایک گھوڑا سوار صاحب علم کے ساتھ دس میل تک دوڑتا چلا جاتا تھا اور اپنے سوالوں کے جواب حاصل کرتا تھا' اس لئے کہ اس صاحب علم کے پاس کوئی اور فرصت کا وقت ہی نہیں تھا۔

یہی وہ پس منظر تھا' جس میں جب حکیم نورالدین نے مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کو تسلیم کیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت بھی کر لی' تو دادا جان مرحوم پریشان ہو گئے۔ ان کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی تھی کہ ایک اتنا بڑا عالم و فاضل' جس نے اتنی زیادہ محنت کے ذریعے علم حاصل کیا ہو' آخر کس طرح جھوٹی نبوت پر ایمان لا سکتا ہے؟ جس وقت یہ سب کچھ ہوا اس وقت تک نورالدین ریاست کی ملازمت چھوڑ کر جا چکا تھا اور اس نے بھیرہ میں کوئی مطب قائم کر لیا تھا۔ دادا جان مرحوم اپنے استاد کے مرتد ہونے کی اطلاع پر جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں' بہت پریشان تھے اور وہ اپنی پریشانی کو دور کرنے کے لئے اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ بھیرہ پہنچ گئے۔ انہوں نے جب حکیم نورالدین سے اس کے ارتداد کے بارے میں استفسار کیا تو اس نے کوئی کافی و شافی جواب دینے یا اس سلسلے میں کسی بحث میں الجھنے سے انکار کر دیا' لیکن اپنے شاگرد رشید کے شدید اصرار پر وہ کچھ نہ کچھ کہنے پر مجبور ہو گیا۔ اس نے دادا جان اور ان کے ساتھی کو مشورہ دیا کہ آپ دونوں مسجد میں قیام کریں اور استخارہ کریں۔ آپ دونوں کو جو کچھ

بھی نظر آئے وہ آپ میرے سامنے بیان کریں۔

دادا جان مرحوم کے ذہن میں تو اپنے استاد کا علم وفضل تھا اس لئے یہی بات اس وقت بھی ان کے ذہن پر سوار تھی' جب وہ نماز ظہر کے بعد استخارہ کی دعا پڑھ کے سوئے' یہ تو خدا ہی جانتا ہے کہ ان کے ساتھی کے ذہن میں کیا تھا؟ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ دونوں کو ایک ہی طرح کی بشارت ہوئی۔ دونوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک گدھا ہے' جس کے اوپر ریشم کی چادر پڑی ہوئی ہے اور اس طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بے پایاں فضل وکرم سے کام لیتے ہوئے حکیم نورالدین کے علم وفضل کی اصل حقیقت کھول دی۔

ہمارے بزرگوں سے یہ ساری داستان جس طرح ہم تک پہنچی ہے' اس کی رو سے دادا جان اور ان کے ساتھی نے جب اپنے یکساں خواب حکیم نورالدین کو سنائے تو اس نے اس پر آمنا وصدقنا تو کہا' لیکن اپنے ارتداد سے رجوع کرنے سے اپنی شدید معذوری کا اظہار کیا۔ وہ اپنے شاگرد دیرینہ کے سامنے اس قدر شرمندہ تھا کہ اس نے دادا جان مرحوم سے آنکھیں ملائے بغیر ان سے جو کچھ کہا اس کا مفہوم کچھ یوں بنتا ہے:

"عمر دین! اصل حقیقت تم بھی جانتے ہو اور میں بھی جانتا ہوں لیکن میں نے جو راہ اختیار کی ہے میں اس پر چلنے پر مجبور ہوں۔ اس لئے یہ سمجھ لو کہ آج سے میری اور تمہاری راہیں جدا جدا ہیں اور ہم اب آپس میں ایک دوسرے سے ملیں گے بھی نہیں۔" اور پھر ان کے درمیان کبھی کوئی ملاقات نہ ہوئی۔

نورالدین' جس کے علم وفضل کی حقیقت ہم گدھے پر ریشم کی چادر کے اشارے سے جان چکے ہیں' قادیانی مذہب میں خلیفہ اول قرار پایا اور پھر غلام احمد قادیانی کے مرنے کے بعد اس جھوٹے منصب پر فائز بھی رہا۔ بھیرہ سے واپس آنے کے بعد دادا جان مرحوم ومغفور نے کئی راتیں سجدے کی حالت میں رو رو کر گزاریں۔ انہیں صدمہ یہ تھا کہ ان کے دل میں خواہ نورالدین کے جعلی علم وفضل کے حوالے سے ہی سہی' کچھ نہ کچھ تزلزل آخر پیدا کیوں ہوا اور وہ رو رو کر اللہ تعالیٰ سے اپنی اس لغزش کی معافی مانگتے رہے اور ہمیں ایمان کی حد تک یقین ہے کہ رب کریم نے انہیں اپنی بے پایاں رحمت کو بروئے کار لاتے ہوئے معاف کر دیا ہوگا۔ اس لئے کہ ان کی آل اولاد صراط مستقیم پر رواں دواں رہی۔

اور ہم اس خدائے بزرگ و برتر کے شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمارے بزرگوں کو سیدھی راہ سے بھٹکنے نہ دیا اور الحمدللہ! اس طرح ہمارا "اللہ ایک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے آخری نبی ہیں" پر ایمان قائم ودائم ہے' ورنہ ہمارے سامنے پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ اور ہیگ کی بین الاقوامی عدالت انصاف کے ایک سابق جج سر ظفراللہ خان کی مثال بھی ہے' جس کی گمراہی کا سامان بھی غیب ہی سے ہو گیا تھا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ظفراللہ خان کو جب وہ لڑکپن ہی کے دور میں تھا' تین دن مسلسل خواب میں کوئی آدمی نیکی کے کاموں کی تلقین کرتا ہے۔ چند دن گزرنے کے بعد وہ سیالکوٹ میں اپنی والدہ کے ہمراہ رام تلائی کے میدان کے پاس سے گزر رہا تھا کہ اسے وہاں کوئی شخص تقریر کرتا ہوا نظر آیا' اس نے اپنی ماں سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہی وہ آدمی ہے جو مجھے خواب میں آ کر نیکی کے کاموں کی تلقین کرتا رہا ہے اور وہ غلام احمد قادیانی تھا۔ بس پھر کیا تھا' سر ظفراللہ خان بھی قادیانی ہو گیا اور اپنی تمام تر علمی قابلیت کے باوجود ارتداد ہی کی حالت میں مرا۔

میرے دادا جان مرحوم ومغفور کے حوالے سے حکیم نورالدین کا ذکر پڑھ کر بعض دوستوں کے دل میں ایک ہی سوال پیدا ہوا اور انہوں نے اس سوال کا جواب جاننے کے لئے مجھ سے رابطہ کیا ہے۔ اس سوال کا تعلق "گدھے پر ریشم کی چادر" کے حوالے سے ہے جس میں دادا جان اور ان کے ساتھی کے استخارے کے یکساں نتائج سننے کے بعد حکیم نورالدین کا ردعمل بتایا گیا تھا۔ قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ استخارے کے نتائج سن کر اس نے دادا جان کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ "عمر دین حقیقت تم بھی جانتے ہو اور میں بھی جانتا ہوں' لیکن میں نے جو راہ اختیار کی ہے میں اس پر چلنے پر مجبور ہوں' اس لئے سمجھ لو کہ آج سے میری اور تمہاری راہیں جدا ہیں اور ہم اب آپس میں ایک دوسرے سے ملیں گے بھی نہیں" اس پر قدرتی طور پر کچھ ذہنوں میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کیا مجبوری تھی؟ جس نے نورالدین جیسے بظاہر "صاحب علم وفضل" (علم وفضل کی حقیقت تو ظاہر ہو ہی چکی ہے) کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے تھے اور وہ حقیقت جاننے کے باوجود اپنی اختیار کردہ راہ ترک نہ کر سکا ہو؟

اس سوال کا جواب میں دے سکتا ہوں' اس کا کوئی دستاویزی ثبوت میرے پاس تو موجود نہیں اور جو کچھ دستاویزی ثبوت کی صورت میں بھی کبھی موجود تھا' وہ جموں میں دادا جان مرحوم مغفور کے کاغذات کے ساتھ ہی کہیں کھو گیا۔ البتہ یہ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ جب میں نے اور میری نسل کے دوسرے

لوگوں نے ہوش سنبھالا تھا تو ہمارے کانوں میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مدیر زمیندار مولانا ظفر علی خان مرحومین کے کہے ہوئے یہ الفاظ مسلسل گونجتے رہے کہ:

"قادیانیت ایک ایسا زہریلا پودا ہے جو انگریز نے ہندوستان اور خاص طور پر پنجاب میں اسلام کے تناور درخت کو نقصان پہنچانے کے لئے خود کاشت کیا ہے۔"

ان دونوں مرحوم بزرگوں کے الفاظ کا بھی ایک پس منظر تھا جو ان دنوں بہت بڑے اہلحدیث عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم و مغفور اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مولانا ظفر علی خانؒ کی تقریروں اور تحریروں کے ذریعے ہمارے سامنے آ چکا تھا۔ ان تقریروں اور تحریروں سے (جن کا کوئی نہ کوئی ریکارڈ اب بھی کہیں نہ کہیں اور کسی نہ کسی کے پاس ضرور موجود ہوگا) جو کچھ سامنے آیا اور جو کچھ میرے حافظہ میں اب تک محفوظ چلا آ رہا ہے' اس کا لب لباب یہ تھا کہ:

اس وقت کے پنجاب میں مسلمان انگریز حکمرانوں کے قابو میں نہیں آ رہے تھے اور زور اور طاقت کے استعمال کی صورت میں ان کی تمام کوششیں بری طرح ناکام ہو رہی تھیں۔ پنجاب کے انگریز گورنر کی شامت آئی ہوئی تھی۔ لندن میں واقع دفتر ہند اور اس کے انچارج وزیر اور دوسرے حکمرانوں نے گورنر پنجاب کا ناطقہ بند کر رکھا تھا اور اسے پنجاب کے مسلمانوں پر قابو پانے میں ناکامی پر مسلسل سرزنش کی جا رہی تھی۔ آخر گورنر نے اپنی تمام ایجنسیوں اور متعلقہ اداروں کی اطلاعات' جائزوں اور تجزیوں پر مبنی ایک رپورٹ تیار کی اور لندن میں وزیر ہند کو بھیج دی۔ اس رپورٹ میں دو ٹوک الفاظ میں کہا گیا تھا کہ پنجاب کا مسلمان' صرف اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مانتا ہے' اس لئے اس کا سر جھکانے کی کوئی بھی کوشش کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتی۔

اس رپورٹ کا جو جواب وزیر ہند نے دیا' وہ بھی بڑے دو ٹوک انداز میں تھا اور اس میں پنجاب کے انگریز گورنر کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ: "پنجابی مسلمانوں کے لئے نبی پیدا کرو" (نعوذ باللہ)۔ گورنر کے لئے یہ حکم بڑا عجیب و غریب تھا' تاہم اس کے مشیروں میں بڑے بڑے بزرجمہر شامل تھے۔ انہوں نے گورنر کو بہت تسلی دلائی کہ یہ کام اتنا مشکل نہیں کہ اسے ناممکنات میں شمار کر لیا جائے۔ ان دنوں حکیم نورالدین کو اپنی پیشہ ورانہ مہارت اور قابلیت کی وجہ سے سرکاری دربار میں اچھی خاصی رسائی حاصل تھی۔ مشیران کرام نے گورنر کی مشکل نورالدین سے بھی بیان کی اور اس سلسلے میں اس کی مدد بھی چاہی۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب ایک مبلغ اسلام اور مناظر اسلام کی حیثیت سے مرزا غلام احمد (قادیانی) کا بہت چرچا تھا۔ آریہ سماجیوں کے ساتھ مرزا غلام احمد کے مناظرے بڑی شہرت اختیار کر چکے تھے۔ مرزا کے ساتھ حکیم نورالدین کی دوستی ضرب المثل کی حیثیت رکھتی تھی اور مرزا پر حکیم کا اثر بھی بہت تھا۔ جب انگریز گورنر کے مشیروں نے حکیم نورالدین کو اپنا مسئلہ پیش کیا تو اس کا ذہن فوری طور پر مرزا غلام احمد کی طرف گیا اور اسے مرزا کی شکل میں ایک بنا بنایا (جھوٹا) نبی نظر آ گیا۔ بس پھر کیا تھا' اس نے گورنر کے مشیروں کو اطمینان دلا دیا کہ ان کا کام ہو جائے گا اور ساتھ ہی اس نے مرزا پر کام شروع کر دیا اور بالآخر اسے یہ یقین دلانے میں کامیاب ہو گیا کہ تم کوئی عام قسم کے مناظر نہیں' تم تو اس سے بہت بڑے اور بہت آگے ہو' بلکہ تم تو نبی ہو اور تم پر وحی نازل ہوتی ہے۔ (نعوذ باللہ)

اور حکیم نورالدین اپنی کوششوں میں کامیاب ہو گیا اور مرزا غلام احمد نے اپنے آپ کو نبی سمجھ لیا اور سب سے پہلے اس کے دوست نورالدین نے اپنے ہی بنائے ہوئے اس نبی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس طرح انگریز حکومت نے اپنے گورنر کے ذریعے پنجاب میں جھوٹی نبوت کا پودا کاشت کر دیا اور پھر اس کی ہر ممکن طریقے سے آبیاری کی۔ حکیم نورالدین نے دادا جان مرحوم و مغفور اور ان کے ساتھی کے استخارہ کے مشترکہ نتائج سننے کے بعد اصل حقیقت کو تسلیم کرنے کے باوجود' ارتداد کی راہ سے واپسی کے سلسلے میں اپنی جس معذوری و مجبوری کا ذکر کیا تھا وہ معذوری و مجبوری اس کے سوا کچھ نہیں تھی کہ وہ خود اس جھوٹی نبوت کا روح رواں تھا اور انگریز حکومت کے ساتھ کسی سودے بازی یا معاملہ فہمی نے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے تھے۔ ان دنوں مرزا غلام احمد قادیانی کے کذب اور جھوٹی نبوت کے دعوے کے خلاف بڑی بڑی شاہکار نظمیں کہی گئیں۔ نثر میں بھی انشاء پردازی کے بڑے جوہر دکھائے گئے۔ اس جھوٹے دعویٰ نبوت کے خلاف جس قسم کا شدید اور انتہائی والہانہ ردعمل ہوا تھا' اس کی موجودگی میں انگریز حکمرانوں کا کاشت کیا ہوا یہ پودا شاید جڑ بھی نہ پکڑ سکتا لیکن انگریز نے اسے ایسا تحفظ مہیا کیا کہ یہ پروان چڑھتا رہا اور آج تک اسلام کے لئے ایک بہت بڑا فتنہ بنا ہوا ہے۔

☆☆..........☆☆

این جی اوز

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

"یہ کافر لوگ اپنے مالوں کو اس لئے خرچ کر رہے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے (مخلوق خدا کو) روکیں۔" (القرآن)

این جی اوز والے ایسا ہی کرتے ہیں' وہ مال خرچ کرتے ہیں تا کہ مسلمانوں کا رخ اللہ تعالیٰ کے دین کے راستے سے دوسری طرف ہو۔

"تجھ سے یہود و نصاریٰ ہرگز راضی نہیں ہوں گے' جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ملت کی تابعداری نہ کریں۔" (القرآن)

این جی اوز والے بھی چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو عیسائی بنا دیں۔ عیسائی اسی مقصد کے لئے این جی اوز کو امداد دے رہے ہیں۔

پاکستان اور ہندوستان کے فخر حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ العالی فرزند ارجمند حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ جمعیت علمائے ہند کے امیر ہیں) نے جامعہ مدنیہ لاہور میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے این جی اوز کے متعلق تفصیلات بتائیں اور درد ناک وضاحت فرمائی۔ میں نے یہ تقریر خود سنی جس میں حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ نے فرمایا کہ:

"اے پاکستانی علمائے کرام! آپ مساجد و مدارس میں مصروف ہیں اور مسلمان عوام کو این جی اوز نے عیسائی بنانا شروع کیا ہوا ہے۔ اس فتنہ سے حفاظت کے لئے آپ کوئی دعوت نہیں دیتے؟ آپ بنگلہ دیش سے عبرت لیں۔"

این جی اوز کے پانچ بڑے نقصانات:

حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ العالی نے این جی اوز کے پانچ بڑے نقصانات بیان فرمائے:

مولانا محب اللہ

۱:...... پہلے بنگلہ دیش میں چھ ہزار عیسائی تھے' جب این جی اوز کا کام شروع ہوا تو بنگلہ دیش بننے کے ۳۵ سال بعد مردم شماری ہوئی تو پچاس لاکھ افراد عیسائی بن چکے تھے۔ (اس غفلت نے اسلام کو کتنا نقصان پہنچایا)۔

۲:...... بائیس ہزار اسکول این جی اوز نے لوگوں کو مرتد (کافر) بنانے کے لئے کھول دیئے۔

۳:...... عیسائی تحریک چلانے کے لئے بنگلہ دیش میں نوے ہزار لڑکیوں کی بھرتی کی۔

۴:...... حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ نے ایک قصہ سنایا کہ بنگلہ دیش میں ایک مرتبہ ایک عیسائی پادری نے ایک غریب آدمی کو مرتد اور عیسائی بنانے کے لئے پیسے دینا شروع کر دیئے' وہ جب پیسے وصول کرتا تھا' اپنی وفاداری کا اظہار کرتا تھا تو گھر جا کر استغفار کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں مسلمان ہوں' پیسے ہی کے لئے یہ کرتا ہوں۔ عیسائی پادری کو معلوم ہوا کہ یہ گھر جا کر استغفار پڑھتا ہے تو پیسے دینے بند کر دیئے کہ تم ہمارے وفادار نہیں' ہم تمہارا امتحان لیں گے' کامیابی کی صورت میں پیسے اور تنخواہ جاری کرا دیں گے۔ ان ظالموں نے امتحان یہ لیا کہ اس غریب کو حکم دیا کہ قرآن مجید (نعوذ باللہ) اپنے پاؤں کے نیچے لو اور اس آدمی نے ایسا کیا۔ حضرت مولانا مدظلہ نے علماء کو سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگوں کے ایمان کو مضبوط کریں اور انہیں دین سکھانے کی کوشش کریں تا کہ یہ غلط قوتیں پیسوں کے عوض ان کے ایمان کو نہ خرید سکیں۔

۵:...... حضرت مدظلہ نے بنگلہ دیش کے ہسپتالوں میں این جی اوز کے ایجنٹ ڈاکٹروں کی سرگرمیوں کا حال بتاتے ہوئے فرمایا کہ جو غریب جاہل مریض آتا تھا اسے غلط دوائی دے کر کہتے تھے: دوائی سے پہلے سات مرتبہ بسم اللہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے شفاء کی دعا مانگو۔ مریض ایسا ہی کرتا تھا۔ طبیعت مزید خراب ہو جاتی تھی (کیونکہ دوا جو غلط دی ہوتی تھی)۔ جب مریض واپس آتا تھا تو ڈاکٹر مرض کے موافق صحیح دوا دیتے تھے اور کہتے تھے کہ کہو کہ جیسی حضرت عیسیٰ علیہ السلام صحت دیں۔ جب مریض صحیح دوائی کھا کر ایسا کہتا تھا تو دوا کے صحیح ہونے کی وجہ صحت مند ہو جاتا تھا۔ وہ ان کو اس طرح اپنے جال میں پھنسا کر مرتد اور عیسائی بنا لیتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھو عیسائیت حق ہے۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ

باقی صفحہ 21 پر

رعایتی قیمت

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

رعایتی قیمت

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ پروفیسر محمد الیاس برنیؒ قیمت: 150 روپے	مقدمہ قادیانی مذہب پروفیسر محمد الیاس برنیؒ قیمت: 75 روپے	خاتم النبیین علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ قیمت: 75 روپے	رئیس قادیان مولانا محمد رفیق دلاوریؒ قیمت: 100 روپے	آئینہ قادیانیت مولانا اللہ وسایا قیمت: 50
تحفۂ قادیانیت (جلد اول) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150 روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد دوم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150 روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد سوم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150 روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد چہارم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150 روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد پنجم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150
احتساب قادیانیت (جلد اول) مولانا لال حسین اخترؒ قیمت: 100 روپے	احتساب قادیانیت (جلد دوم) مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد سوم) مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد چہارم) علامہ کشمیریؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت عثمانیؒ، حضرت میرٹھیؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد پنجم) مولانا سید محمد علی مونگیریؒ قیمت: 125 روپے
احتساب قادیانیت (جلد ششم) قاضی سلمان منصور پوریؒ پروفیسر یوسف سلیم چشتی قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد ہفتم) مولانا سید محمد علی مونگیریؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد ہشتم) مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد نہم) مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ قیمت: 125 روپے	احتساب قادیانیت (جلد دہم) مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ قیمت: 125 روپے
قومی تاریخی دستاویز مولانا اللہ وسایا قیمت: 100 روپے	قادیانی شبہات کے جوابات مولانا اللہ وسایا قیمت: 60 روپے	رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام مولانا عبداللطیف مسعود قیمت: 100 روپے	سوانح مولانا تاج محمودؒ صاحبزادہ طارق محمود قیمت: 100 روپے	اٹھارہ اہم پیشگوئیاں مولانا محمد اقبال رنگونی قیمت: 20 روپے

نوٹ: تحفۂ قادیانیت مکمل سیٹ 600 روپے، احتساب قادیانیت مکمل سیٹ 1,000

ڈاک خرچ کتب منگوانے والے حضرات کے ذمہ ہوگا

پتہ: ناظم دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 514122

REGD. NO. SS-160

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموسِ رسالت اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ

تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف :

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی واصلاحی جماعت ہے۔ ☆ یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔

☆ تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ ☆ اندرون وبیرون ملک ۵۰ دفاتر ومراکز ۲۱ دینی مدارس ہمہ وقت مصروفِ عمل ہیں۔

☆ لاکھوں روپے کالٹریچر اردو، عربی، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیرِ اہتمام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی اور ماہنامہ "لولاک" ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔

☆ چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالی شان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے۔ جہاں علماء کو ردِ قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، مدرسہ اور دار التصنیف بھی مصروفِ عمل ہیں۔

☆ ملک بھر میں اہلِ اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔

☆ ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین، تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔

☆ اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ ☆ افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ سب : اللہ تبارک وتعالی کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں : مخیّر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں

☆ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ اسے شرعی طریقہ سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اکاؤنٹ نمبر: UBL-3464 حرم گیٹ برانچ ملتان، NBL-7734, PB-310 حسین آگاہی ملتان

اکاؤنٹ نمبر: NBL-300487-9 ایم اے جناح روڈ برانچ، ABL-927-2 بنوری ٹاؤن برانچ کراچی

شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

حضرت سید نفیس الحسینی
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کے لئے مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان، فون: 514122, 542277 Fax:

دفتر ختم نبوت، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: 7780337 - 7780340